SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, February 27,2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملنکة او یاتی ربک او یاتی بعض ایت ربک یوم یاتی بعض ایٰت ربک لا ینفع نفساً ایمانھالم تکن امنت من قبل اوکسبت فی ایمانھا خیراً قل انتظر وا انا منتظرون- ان الذین فرقوادینھم و کانو شیعاً لست منھم فی شیٔ انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بماکانوا یفعلون- من جا بالحسنة فلہ عشرامثالھا ومن جا بالسیئة فلہ یجزٰی الا مثلھا وھم لایظلمون- قل اننی ھدٰ نی ربی الیٰ صراط مستقیم- دینا قیماصلہ ابراھیم حنیفاً وماکان من المشرکین-

ترجمہ: یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, February 27,2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملنکة او یاتی ربک او یاتی بعض ایت ربک یوم یاتی بعض ایٰت ربک لا ینفع نفساً ایمانھالم تکن امنت من قبل اوکسبت فی ایمانھا خیراً قل انتظر وا انا منتظرون- ان الذین فرقوادینھم و کانو شیعاً لست منھم فی شیٔ انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بماکانوا یفعلون- من جا بالحسنة فلہ عشرامثالھا ومن جا بالسیئة فلہ یجزٰی الا مثلھا وھم لایظلمون- قل اننی ھدٰ نی ربی الیٰ صراط مستقیم- دینا قیماصلہ ابراھیم حنیفاً وماکان من المشرکین-

ترجمہ: یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں

یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو کہہ دو انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور کئی جماعتیں بن گئے تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا کام اللہ ہی کے حوالہ ہے پھر وہی انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے جو کوئی ایک نیکی کرے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے اور جو بدی کرے گا سو اسے اسی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ کہہ دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے ایک صحیح دین اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

(سورۃ الانعام آیات ۱۵۷ تا ۱۶۰)

جناب قائم مقام چیئرمین: ہم کارروائی ایک 'point of order' سے شروع کرتے ہیں۔ میرے چیمبر میں سینیٹر آصف جتوئی صاحب آئے تھے اور وہ یہاں پر ایک point of personal explanation دینا چاہتے ہیں۔ جی آصف جتوئی صاحب۔

سینیٹر آصف جتوئی: جناب آج پریس میں misreport اور misrepresent ہوا ہے کہ میں PML(Q) کا سینیٹر ہوں لیکن میں NPP کا سینیٹر ہوں۔ میں اس سلسلے میں پابند ہوں۔ میری leadership بھی موجود ہے اور جو وہ مجھے کہیں' میں نے ان کے فیصلے پر چلنا ہے۔ میں بذات خود فیصلہ نہیں کر سکتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح بات ہے۔ شکریہ۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ۔ میں در اصل یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے بلوچستان کی تاریخ میں یہ دوسرا واقعہ ہے کیوں کہ ایک دفعہ پہلے بھی ایسا ہوا تھا کہ ہمارے ہی صوبے سے ذوالفقار مگسی کو بلوچستان کا گورنر بنایا جا رہا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور تمام خواتین کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں ان کے اقدامات کی بھی

تعریف کرتی ہوں جنہوں نے ان کو تجویز کیا کیوں کہ ہمارے صوبے میں باہر سے لوگ آتے تھے اور گورنر بنتے تھے، کبھی پنجاب سے، کبھی فرنٹیئر سے۔ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ذوالفقار مگسی وہاں کے لوکل بھی ہیں اور وہاں کے رہنے والے بھی ہیں۔ میں ان کو اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے دوبارہ مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ میڈم۔ میں نے تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ بلوچستان میں قحط الرجال نہیں ہے۔ میں غریب آدمی ہوں، میں نے اپنے سٹاف کو کہا ہے کہ ریوڑیاں لے آئیں اور وہ بانٹیں کہ شکر ہے بلوچستان سے آدمی مل گیا ہے۔ شکر ہے کہ وہاں ہمارا اپنا گورنر لگا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! کل مشتاق ملک صاحب، چیئرمین پیمرا کی بات ہوئی تھی جس پر نثار میمن صاحب نے بہت برا منایا تھا۔ ان کو 10 فروری 2008 کو appoint کیا گیا تھا۔ میں یہاں پر ہاؤس کی information کے لیے ان کا bio-data دینا چاہتا ہوں۔ کل اس سلسلے میں ایک resolution آئی تھی۔ مشتاق ملک صاحب ملک سلیم اقبال کے صاحبزادے ہیں جو پنجاب کے سابق وزیر ہیں۔ ان کے جو بڑے بھائی ملک ظہور احمد ہیں وہ اب PP-23 سے elect ہوئے ہیں۔ یہ وہ PP-NA ہے جس میں چوہدری پرویز الٰہی تھے یعنی یہ ان کا panel تھا۔ میں اس بات کو record پر لانا چاہتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے ان کا بہت احترام ہے اور یہ ساری باتیں کل نہیں آئی تھیں اس کے باوجود وہ برا مان گئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میرے خیال میں نثار میمن صاحب اسے wind up کرتے ہوئے اس بات کو لے آئیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میں ایک چیز کی وضاحت کرتا ہوں کہ آج کچھ newspapers میں آیا ہوا ہے کہ ڈاکٹر مالک نے جب chairmanship کا election ہوا تھا تو میاں سومرو صاحب کو ووٹ دیا تھا۔ میں جناب! میاں سومرو صاحب کو ووٹ نہیں دے سکتا اور جو میرا اپنا candidate تھا میں نے اس کو ووٹ دیا۔ لہٰذا میں اس چیز کی تردید کرتا ہوں اور اس press release کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اس بات کو دو سال ہو گئے ہیں۔ کوئی بات نہیں official secret دو سال میں نرم ہو جاتا ہے۔ جی سینیٹر رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری، شکریہ چیئرمین صاحب! with due respect to our Ministers and their entourages. میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی تھی اور آپ کے through یہ بات ان کو communicate کرنا چاہتی تھی کہ ان کے ساتھ جو mobiles وغیرہ سفر کرتے ہیں ان کو instruct کریں کہ پارلیمنٹ ہاؤس کی حدود میں انہیں کیسے گاڑی چلانی ہے۔ جناب! 70 کی سپیڈ سے گاڑی نکل رہی ہے۔ I was crossing and he was about to overrun if I had not retreated. جناب! انسانی حقوق اب تو وہ سمجھ لیں۔ اب ہوا تبدیلی کی چل رہی ہے۔ خدا کے لیے اب اس آدمی کو اہمیت دیں جو سڑک پر بغیر گاڑی کے چلتا ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سیکرٹری صاحب! آپ اس چیز کا نوٹس لیں اور جو پارلیمنٹ کی حدود ہیں ان میں پولیس والوں کو احتیاط برتنی چاہیے۔ پولیس والوں کی حدود سڑکوں پر ہو گی لیکن پارلیمنٹ کی حدود پولیس کی نہیں ہے۔ So they should behave یہ بڑا واضح ہونا چاہیے۔ آپ please instructions carry out کریں اور اپنی concerned branch کو کہیں۔ جی انور بیگ صاحب۔

Point of Order

Appointments And Extensions In Federal Services

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman. Sir, first of all I beg to thank the House that yesterday when they passed unanimous resolution on the appointment of NEPRA, Chairman.

میں جناب! آپ کی knowledge میں کچھ اور چیزیں بھی لانا چاہتا ہوں جو مجھے آج ملی ہیں۔

I would like to bring it to the notice of the House that the advertisement for PEMRA, Chairman, was given on the 7th of October 2007.

اور اس میں qualifications لکھی ہوئی ہیں۔

I will just read out those qualifications for my honourable colleagues; " highly qualified, preferably postgraduate from an International recognized institution, competent professional of known integrity possessing minimum 20 years of related experience in law, business, engineering, finance, accounting, economics and electric utility businesses". Unfortunately

یہ جو میں and this is what the PEMRA Act says انہوں نے کی ہے amendment جو نے آپ کو qualifications پڑھ کر سنائی ہیں۔ Honourable Prime Minister نے جو amendment کی ہے اس advertisement کے اندر تین الفاظ ہیں جس میں انہوں نے لکھا ہے public administration اور management to qualify this gentleman whose name is Mr. Khalid Saeed اس کے بعد which is most alarming Mr. Chairman is, Advertisment میں یہ بھی لکھا ہوا ہے

"in case of selection, the candidate working in Government department or autonomous or semi autonomous body will have to resign or seek retirement before joining the new assignment". Whereas this gentleman, he took charge on the 15th of February, the day he was notified.

اب چیئرمین صاحب! scene یہ ہے کہ یہ اشتہار آیا اور 72 people applied اور پانچ آدمی short list ہوئے ہیں۔ Three Federal Secretaries headed by the Cabinet Secretary نے interview کیا۔ They gave five names to the Prime Minister for approval. اور یہ صاحب کیوں کہ Principal Secretary تھے، انہوں نے file اپنے brief case میں دبا دی۔ He did not bring it to the knowledge probably of the honourable Prime Minister. انہوں نے Prime Minister سے یہ amendment کرائی۔ اس کے بعد اسے notify کروایا اور پھر 15 تاریخ کو جا کر چارج لے لیا۔ اسی دن 15 تاریخ کو He took official charge of NEPRA Chairman on the 15th and the gentleman

until last evening was working as a Principal Secretary to the Prime Minister.

جناب! اس ملک کے اندر civil servants نے یہ کیا تماشا لگایا ہوا ہے۔ The point which I am trying to say is that کب تک ہم اس طریقے سے ملک کو چلائیں گے۔ ساٹھ سال سے ہم نے اس ملک کا بیڑا غرق کیا ہے۔

Mr. Acting Chairman: I have got the point. Please you make it property of the House.

اور یہ ہمیں بھجوا دیں۔ ہم اس کو بعد میں take up کرتے ہیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Please send it to the honourable Caretaker Prime Minister and tell him that this is absolutely illegal. The man has to resign and secondly he does not qualify for the job. He was never interviewed and

اس کی direct appointment ہوئی ہے اور یہ اشتہار اور interviews کرنے کا فائدہ کیا ہوا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Please make this property of the House

یہ دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی رحمت کاکڑ صاحب' let's close it, question short ہمارا hour ہو جائے گا۔ You are losing your own time. ایک منٹ' رحمت کاکڑ صاحب آپ سے پہلے بات کرنا چاہتے ہیں-----

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: یہ متعلق ہے بیگ صاحب کے حوالے سے کہ انہوں نے principal secretaryship سے استعفیٰ دے دیا اور NEPRA کا چیئرمین وہ رہا۔ اخبار میں یہ بات ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، اخبار کو نہ چھیڑیں' notification کو دیکھنا چاہیے' resignation اور notification کو دیکھنا چاہیے---- جی رحمت کاکڑ صاحب close کریں please, take you seat Senator Enver Baig sahib.....

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں پاکستان کے سب سے غریب اور لاوارث صوبے بلوچستان کے نمائندے کی حیثیت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں جتنے اخبارات ہیں وہ تمام ABC سے certified ہیں لیکن ان کے اشتہاری کوٹے میں ایک امتیازی سلوک رکھا جاتا ہے۔ باقاعدہ لوکل طور پر بھی اور یہاں اسلام آباد میں بھی کہ جس کے ساتھ کانٹا برابر ہوتا ہے' اس کو تو ٹھیک ٹھاک اشتہاری کوٹہ ملتا ہے ورنہ ہمارے بلوچستان کے مقدر میں شاید ہی کسی اخبار میں سائیکل' ہاتھی یا شیر کا اشتہار آیا ہو۔ جناب! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ساتھ یہ امتیازی سلوک بند کیا جائے۔بلوچستان کا احساس محرومی اس سے بڑھ رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ولی بادینی صاحب! آپ بھی اسی سلسلے میں کچھ-----

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے۔ اس کو مہربانی کرکے کسی کمیٹی کے حوالے کردیں تاکہ پتا چلے کہ کیوں امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، میں بھی تائید کرتی ہوں۔ آپ براہ مہربانی اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ٹھیک ہے' اسماعیل بلیدی صاحب! آپ بھی اسی چیز کی تائید کر رہے ہیں؟ یہی بات کر رہے ہیں؟ جی thank you.-----

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ابھی ہمارے بلوچستان میں نئے گورنر کو appoint کیا گیا ہے' یہ ایک اچھی روایت ہے اور میں اس میں موجودہ حکومت کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا۔ پہلی دفعہ ہمارے صوبے میں ایسا ہوا ہے جیسا کہ آپ نے کہا کہ قحط الرجال نہیں

ہے وہاں لیکن اس سے پہلے ہمارے گورنر import ہوتے تھے کسی اور صوبے سے۔ یہ روایت اللہ کرے کہ آئندہ بھی برقرار رہے اور ہمارے صوبے سے ہی گورنر ہو۔ وہاں کا رہنے والا ہونا چاہیے۔ ہمیں کوئی objection نہیں ہے چاہے پنجابی ہو' پٹھان ہو لیکن بلوچستانی ہونا چاہیے۔ اس کو ہم سراہتے ہیں-----

جناب قائم مقام چیئرمین: دو نفل شکرانے کے پڑھیں-----رضا صاحب! please آپ question hour کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ سینیٹر ریحانہ بلوچ صاحبہ بھی میرا خیال ہے اسی چیز کی تائید کر رہی ہیں۔

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ: جی' میں تائید کرتی ہوں اور --------

جناب قائم مقام چیئرمین: بلوچستان اٹھ کھڑا ہوا ہے' بیٹھ جائیں----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم آپ question hour تو کریں' مجھ سے senior Senator ہیں آپ' question hour تو کریں ناں پھر بات کرلیتے ہیں----جی رضا صاحب! please جلدی کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: آج یہاں پر گورنر صاحب کا تذکرہ ہوا ہے۔ ٹھیک ہے بلوچستان میں گورنر اگر عارضی وقت پہ ہوا ہے لیکن بلوچستان دو قومیتی صوبہ ہے۔ جب وزیر اعلیٰ بلوچ منتخب ہو گا تو وہاں پر----

جناب قائم مقام چیئرمین: اس معاملے کو علیحدہ کریں۔Please تھوڑا صبر حوصلے سے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: یہ ایک ایوان ہے جناب' قوموں کا federating units کا۔ بلوچستان کی ایک خصوصی حالت ہے۔ وہاں پر پہلے بھی پشتون گورنر رہے ہیں' وہاں کے مقامی گورنر بھی رہے ہیں' یہ پہلی بار نہیں ہے۔ یہ درست ہے لیکن ایک آئینی توازن کے لیے-----

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں۔ اس پر آپ وقت ضائع کیوں کر رہے ہیں۔ آپ اس الجھن میں کیوں پڑ رہے ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں نا -- Please تشریف رکھیں جی۔ Let's start the question hour. اعظم سواتی صاحب کوئی important چیز ہے تو بتائیں۔ جی کوئی

-----میں which needs immediate attention. Trauma ہے important

Senator Muhammad Azam Khan Swati: I belong to the district Mansehra and it is related to the earthquake area that is the reason it is very important. The Government of Saudi Arabia is granting free fabricated houses. Government of Saudi Arabia was supposed to provide free fabricated houses to the earthquake area, especially to the tehsil Balakot and also union council Balakot. Naturally, those pre-fabricated houses have been manufactured in Pakistan. Material used in this is substandard, it is not fire proof, not weather proof and at the same time, has caused serious violation. The criterion on which those houses should have been allotted to the right people, have not been done so far. What I am trying to say, a judicial inquiry needs to be conducted to see who has given these allotments and to whom these have been given.

Questions And Answers

جناب قائم مقام چیئرمین، جی I will take it up آپ مجھ سے بعد میں لیجیے گا۔

We will take it up with the ERRA people. Thank you. Question No. 42, Mir Isarullah Khan Zehri.

42. ***Mir Israrullah Khan Zehri:** (Notice received on 22-08-2007 at 14:51 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) whether any inquiry was conducted into the attack on the office of Geo TV, Islamabad, in April, 2007, if so, its findings;

(b) whether it is a fact that the Government agreed to compensate Geo TV for the loss caused to the said office; and

(c) whether the said compensation has been paid to that TV, if so, its details and if not, the reasons thereof?

Mr. Hamid Nawaz Khan: (a) Yes. The Inquiry Officer has recommended as under:—

(i) To avoid such incidents in future, it is suggested that the authorities directly concerned with the law and order situation should remain present at the spot to handle such situation tactfully. Instead of giving the entire police force under the command of one person, the same should be given under the command of different senior officials of their own units, they know each and every personnel individually and can depute them at different points according to their abilities, experience and skill.

(ii) At the time of apprehension of such like events, the building owners should be requested to keep their own Security Guards alert, who should not allow any unconcerned to enter in their buildings and use against the forces.

(iii) There should be a control room equipped with other television channels, so that the authorities instead of relying upon the information of one channel, may also get information from other channels and after analyzing the same should take right decisions immediately according to the situation.

A copy of the Inquiry Report is enclosed.

(b) Not related to Ministry of Interior.

(c) As above.

From

Manzoor Ahmad Mirza,
Inquiry Officer/
Addl. district and Sessions Judge,
Islamabad.

To

Mr. Muhammad Zafeer Abbasi,
Senior Joint Secretary,
Government of Pakistan,
Ministry of Interior,
Islamabad.

No. 194/Dated 30-04-2007

Subject:—ENQUIRY INTO THE INCIDENT OCCURRED IN GEO OFFICE ON 16-03-2007.

Dear Sir,

Kindly refer to letter No.473/RHC/C-1 dated 09-04-2007 of Honorable Lahore High Court, Lahore wherein I was directed to complete the inquiry and forward the report within fortnight after recording statements of police officials and others who are willing to appear before the Tribunal and then to fix responsibilityupon the delinquent(s).

2. In view of above instructions, the Resident Editors of "Daily Jang", "The News", "Nawa-i-Waqat", "The Nation", "Daily Khabrain", "Daily Ausaf", "Daily Jinnah", P.T.V.", "Geo" and "ARY one World", were requested for the publication and announcement of public notices, respectively, in the interest of justice, to the effect that anyone having any information regarding the said incident or desirous to join the inquiry may appear before the Inquiry officer/Tribunal from 16-04-2007 to 21-04-2007 at 10:00 A.M. to 3:00 P.m. for statement/proof. A copy of the public notice was also pasted outside the Court-room. The terms of reference of the inquiry are as follows:—

(i) Why was the office of Geo News Network attacked?

(ii) Who ordered and participated in the attack?

(iii) Fix responsibility and recommend action against the person(s) involved.

(iv) Suggestions to avert recurrence of such incidents.

3. Mr. Hamid Mir, the Bureau Chief of Geo News Network, was also informed on his mobile phone in this respect. The public notices were accordingly published in some News-papers and also announced through television media, but inspite of that none from the Geo News Network or public appeared before the undersigned except the police officials. The following police officials got recorded their statements:—

1. Khalid Maseed Akram S/o Malik Muhammad Akram Khokhar, Inspector Police Lines Headquarters, Islamabad.

2. Muhammad Younis S/o Ibadat Hussain Awan, Head Constable, Operator, S.S.P Islamabad.

3. Fakhar Ayub S/o Muhammad Ayub 7665/C Guard in Federal Shariat Court, Islamabad.

4. Asif Mahmood S/o Haji Muhammad Asghar 5517/C, P.T.S., Rawalpindi.

5. Nadeem Abbas S/o Muhammad Iqbal 5514/RC, P.T.S, Rawalpindi.

6. Muhammad Jawad Khan S/o Muhammad Khalid 5666/RC P.T.S Rawalpindi

7. Babar Khan S/o Fayyaz Ahmad 5610/RC P.T.S. Rawalpindi.

8. Muhammad Asim S/o Muhammad Zahoor Khan, 5792/RC P.T.S, Rawalpindi.

9. Zahoor Ahmad S/o Manzoor Ahmad 5732/RC, P.T.S., Rawalpindi.

10. Muhammad Shahid Iqbal S/o Muhammad Munir 5615/RC P.T.S. Rawalpindi.

11. Abdul Waheed S/o Muhammad Mustajir, 88-Range Reserve, Rawalpindi.

12. Zahoor-ul-Hassan S/o Itefaq Hussain 5535/RC P.T.S., Rawalpindi.

13. Muhammad Idrees S/o Dil Muhammad 102-Range Reserve, Rawalpindi.

14. Farhat Mahmood S/o Nazim Hussain 5751/RC. P.T.S, Rawalpindi.

15. Shaukat Amir S/o Amir Khan, 122-Range Reserve, Rawalpindi.

16. Muhammad Tahir S/o Walayat Khan, 4342/HC. Islamabad.

17. Muhammad Shoaib Jahanbaz S/o Idrees Jahanbaz, ASP Rural, Islamabad.

18. Khalid Mahmood S/o Khan Muhammad Inspector, Police Line No.1 Rawalpindi.

19. Abdul Rashid Niazi S/o Abdul Karim Inspector, Police Station Aab-Para, Islamabad.

20. Khalil Ahmad A.S.I. S/o Mahmood Ahmad Khan (362) Police Line No. I, Rawalpindi.

4. The police employees from serial No.3 to 13 and 20 were shown the video clips. Constables Muhammad Shahid (at serial No. 10) and Abdul Waheed (at serial No. 11) denied their presence in the video clips.

5. It reveals from the statements of police employees who put their appearance before the Tribunal and got recorded their statements that on 16-3-2007, police force from different districts of Punjab, Islamabad and Rangers were present near the Parliament House, D-Chowk, Fazal-e-Haq Road, Express Chowk, Parade Avenue, Jang-building with their commanding officers, since morning, to control the situation as so may political parties have announced to reach there with their workers to lanuch their protest and to offer jumma Prayers there. The police entire force was under the control of S.P. Police, Islamabad and the police-officials were deputed at different points but after the Jumma Prayers, protestors tried to come forward from different directions towards the Parliament House and the building of Supreme Court of Pakistan, therefore, the police authorities directed the police force not to allow the mob to come forward and to disperse them, and when the police force tried to stop them from their advancement, the miscreants started throwing stones towards the law enforcement personnel and when the police officials chased them, the protestors for seeking cover or shelter entered in the spaces available in the built up structures in the vicinity. In reply to the pelting of stones by the miscreants, the police personnel threw tear-gas shells towards them. This play continued till evening. As the police force was directed to disperse the mob, therefore, they could not maintain their positions at the specific points.

6. From the statements of police employees it is evident that at about 4:00 P.M. Asif Mahmood constable No. 5517, P.T.S., Rawalpindi, was hit on his left arm and left leg by stones by a person with black beard who was wearing black clothes, who came out from a plaza and after throwing stones returned back in the said plaza. Said Asif Mahmood constable chased him to catch hold him. He entered in the said office and was followed by Nadeem Abbas 5514/RC. When he entered in the building, 3/4 persons caught him hold. one of them directed the others to bring him in the basement. He went upto third stair of the basement, the person who was holding him, pulled him from his collar. However. Asif forced his way through the door at the entrance of the stairs which lead to the Geo office at the basement of the Jang Plaza. In the meanwhile, Muhammad Jawad 5666/C, who had also entered the main lobby and was witnessing all this happening with an impression that constable Asif had been detained in the basement of the building, went outside and called the police-force available there for help. On his call, some constables followed him to the door of the main-lobby, which was then locked by the Security Guard present there. On their refusal to open the door, the same was broken. During the same time, Asif and Nadeem were compelled out from the stairs into the main lobby. The police constables also tried to open the door leading to the basement, which was damaged.

7. From the statements of police employees it is found that the incident took place at Jang Plaza, Blue Area, Islamabad, which contains two front entrances on the southern side at Fazal-e-Haq Road and two rear-entrances on the northern side. These entrances are common entrances to different offices including "The News", "The Daily Jang" and "Geo News" and in fact, two different un-connected events happened on that day at jang Plaza Building. The first one happened at the common entrance of Jang Plaza, fromwhere stairs leads to basement where the office of Geo News is located and the other incident took place at the office of Daily "The News" Constable Asif Mahmood, Nadeem Abbas, Muhammad Jawad and Zahoor-ul-Husnain are involved in the incident related to the Geo News, whereas, Fakhar Ayub, Zahoor Ahmad and Muhammad Shahid constables are linked with the incident at News Office. As per statements of the police employees, some protestors after throwing stones on the police force ran down the stairs from the second entrance of the Jang Plaza, on Fazal-e-Haq Road, Constable Fakhar Ayub. Alongwith some other police employees, who was hit by a stone thrown by the protestors chased the boys, to catch hold them, entered in the building through another entry gate and then he entered in office No. 2, in basement of that building and other boys disappeared. He caught hold the said boy from his arm and 4/5 persons in the said office, who were working on computers, started giving beatings to him. In the scuffle, he missed his cap and then they expelled him from the office and bolted the door from inside and when he reached near the stairs, he met with 8/10 constables of Punjab Police. He reported them the said situation, on which they accompanied him and they all came back to the said office. One constable out of Punjab Police knocked at the door but as the persons who were inside the room did not open the door, so they gave kick blows at the door and when the glass was broken, be pulled the curtain and demanded his cap and on getting the cap back, they came out from the building.

8. From the statements of police employees, it is clear that except breaking the glass-door, with kick and stick-blows, no other damage was caused to the building Muhammad Younis Operator tried to stop them, which shows that the door was only broken to take back the cap of police-constable.

9. Inspite of publication and announcement of public notice, regarding the enquiry neither any aggrieved/affectee from the Geo News Network office nor from the public appeared before the Tribunal to rebut the version of the police personnel, therefore, I conclude the enquiry in terms of reference as under:—

(i) **Why was the office of Geo News Network attacked?**

Ans: One Asif Mahmood Constable No. 5517 of Rawalpindi was hit on his left arm and leg by stones thrown by a protestor, wearing black clothes, while he was facing the protestors. near Jang Plaza and the said person can towards the lobby of the Jang building through the rear door. Asif Mahmood followed by constable Nadeem Abbas ran after him and entered the main lobby to catch hold him where Asif was detained by some persons. His colleagues on coming to know this fact that he had been detained, entered in the building and tried to open the door leading to the basement which was locked by the Security Guard, to get released said Asif constable.

Constable Fakhar Ayub alongwith other police constables chasing the protestors, who had entered in the building after throwing stones upon them, entered in the building and in struggle to get back his cap which was snatched by someone in the building, had broken the-glass/door without any other motive and one getting back his cap, they went back.

The incident took place all of a sudden.

(ii) **Who ordered and participated in the attack?**

Ans. From the statements of police officials it is crystal clear that they were under the command of S.P. Police, Islamabad, who directed them only to disperse the mob and not to allow them to come forward towards the Parliament Home and the building of Supreme Court of Pakistan. The police officials were deputed on specific points, but when the miscreants started pelting stones upon the police personnel and the police threw shells of tear-gas, the police personnel could not keep themselves on their specific places of duty in order to save themselves from the stoning by the mob.

Shahid Iqbal and Abdul Waheed have not admitted their presence in the incident of the Geo News Network and their identification in videc clips, whereas Fakkar Ayub-7665/C, Zahoor Ahmad 5732/RC and Muhammad Younis Operator, S.P. Islamabad, had admitted their presence at the time of incident of "The News", wherein Muhammad Younis had been trying to stop the others.

Whereas, Asif Mahmood, Jawad, Nadeem Abbas and Zahoor-ul-Husnain, alongwith some others, have been found connected with the incident at lobby of the building and the reason of their presence there has already been given above, under reference No. i).

No commanding officer of the police ordered the force to enter in any building or to cause damage.

(iii) **Fix responsibility and recommend action against the person(s) involved**

Ans. It has come on record that although the police force remained defensive and under the orders of high officials, tried their level best to disperse the mob tactfully, however, when they came to know that their some colleagues were taken inside the building, they could not maintain the discipline and on becoming emotional, entered in the building without the permission and consent of their superiors, to release their colleagues. Most of the constables are recruits and are students of Police Training School and were not able to understand and handle the situation wisely. Most of them had come to Islamabad for the first time and were unaware about the location of the Geo News Network/Jang Building. Therefore, minor disciplinary action against the delinquents mentioned under reference No. 11 is recommended.

(iv) **Suggestions to avert recurence of such incidents.**

Ans To aboid such incidents in future, it is suggested that the authorities directly concerned with the law and order situation should remain present at the spot to handle such situation tactfully. Instead of giving the entire police force under the command of one person, the same should be given under the command of different senior officials of their own units, they know each and every personnel individually and can depute them at different points according to their abilities, experience and skill.

Moreover, at the time of apprehension of such like events, the building owners should be requested to keep their own Security Guards alert, who should not allow any unconcerned to enter in their buildings and use against the forces.

There should be a control room equipped with other television channels, so that the authorities instead of relying upon the information of one channel, may also get information from other channels and after analyzing the same should take right decisions immediately according to the situation.

The report is submitted accordingly.

Manzoor Ahmad Mirza,
Inquiry Officer/
Addl. District & Sessions Judge,
F-8, Markaz, Islamabad.

جناب قائم مقام چیئرمین، کوئی سیلیمنٹری۔ جی اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، یہ اسرار زہری نے سوال کیا ہے۔ اس کی جو detail منسٹر صاحب نے دی ہے اس کا بالکل جواب نہیں آیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ میں بالکل بے خبر ہوں' اس کا تعلق میرے محکمے سے نہیں ہے۔ جب "جیو" پر حملہ ہوا تھا اور لوگ----- کیا ہوا کوئی ذمہ داری نہیں تھی کہ وہ ایسے بے خبر تھے کہ وہاں کس نے حملہ کیا۔ جو statement انہوں نے دی اور جن پولیس والوں سے بھی لی اس میں یہ clear نہیں ہے۔ اس ملک میں press اور media کا یہ حال ہے کہ یہاں Parliament House کے سامنے اس کی building ہے اور وہ جاکر وہاں شیشے توڑتے ہیں اور وہاں جاکر "جیو" والوں کو مارتے ہیں۔ اس ملک کے اداروں کو یہ پتا نہیں ہے کہ اس نے اب تک کیا کیا ہے۔ اس کی inquiry میں کون involve ہے اور ان کو معاوضہ دیا گیا ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ملک میں پریس کا یہ عالم ہے' پریس کے ساتھ یہ زیادتی ہوتی ہے جناب چیئرمین! تو پھر عام لوگوں اور دوسرے اداروں کا کیا ہوگا۔ میں Minister sahib سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس نے اب تک اس کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں-----

جناب قائم مقام چیئرمین، جی supplementary یہ ہے کہ اقدامات کیا کیے ہیں؟ جی----

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری، جی' "جیو" کی بات ہورہی ہے جو تھوڑا سا سائیڈ پر ہیں پارلیمنٹ ہاؤس کے۔ پارلیمنٹ کی جو residences ہیں Parliament Lodges اس میں apartments are ransacked, my apartment was ransacked. There is no progress, nothing, no news about it.

یہ جو کچھ بھی لکھا ہے یہ سب کچھ تو وہاں پر تدابیر ہوتی ہیں۔ جو جواب میں یہاں پر لکھا گیا ہے کہ security guard کریں' unconcerned لوگوں کو نہ آنے دیں وغیرہ وغیرہ۔

But nothing has happened, this is first time I am raising this issue Sir in this House. There has been no response from them, nothing and exactly

same thing had happened.....

جناب قائم مقام چیئرمین، بس ایک question کا answer لیتے ہیں------

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، اسی سے related ہے لیکن جو جواب آتا ہے وہ کہتا ہے کہ not related to Ministry of Interior تو کیا یہ possible نہیں تھا Minister of Interior کے لیے کہ concerned department سے اس چیز کا جواب پوچھا جاتا اور House کو مطلع کیا جاتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی follow up کرتے ہیں۔ جی' جناب حامد نواز صاحب۔

لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حامد نواز خان (نگران وفاقی وزیر برائے داخلہ)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! یہ افسوس ناک واقعہ ہوا' جس کو سب نے افسوس ناک ہی acknowledge کیا اور صدر پاکستان نے بھی افسوس کا اظہار کیا اور ایک judicial inquiry اس پر ہائی کورٹ کے جج سے کروائی گئی اور انہوں نے اپنی findings دیں----

جناب قائم مقام چیئرمین، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے انکوائری کی----

لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حامد نواز خان، جی ہاں۔ بالکل یہ Mr. Manzoor Ahmed, Additional District and Session Judge نے انکوائری کی۔ جب انہوں نے گواہان کے لیے کہا تو کوئی گواہ' سوائے ان سرکاری ملازموں کے' سامنے نہیں آیا۔ انہوں نے بعد میں تین recommendations دی ہیں کہ یہ پنجاب کی پولیس تھی' ان کو یہ پتا نہیں تھا کہ یہ کس قسم کی بلڈنگ ہے' باہر سے آئے ہوئے لوگ تھے۔ Centralized control تھا اور senior officer کے لیے ممکن نہیں تھا کہ موقع پر ہر جگہ موجود رہتا۔ انہوں نے recommend کیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے groups کا جو senior police officer incharge nominate کیا جائے تاکہ وہ موقع پر موجود ہو اور وہ situation کو control کرے۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ ایسا control room بنایا جائے جس میں TV monitors centrally ایک جگہ پر ہوں تاکہ اگر اس طرح کی کوئی situation کسی جگہ پر build up ہو رہی ہو تو ذمہ دار لوگ ادھر پہنچ

جائیں اور اس چیز کو control کرلیں۔ تیسرا انہوں نے کہا ہے کہ جو بھی preventive measures اختیار کرنے چاہئیں محکمے کو، اس قسم کے واقعات کو ہونے سے بچانے کے لیے تو وہ کرنے چاہییں۔ ان چیزوں پر جناب چیئرمین! عمل ہورہا ہے۔ جہاں تک compensation کا سوال ہے definitely, Ministry of Interior سمجھتی ہے کہ یہ compensation pay کرنا یہ ان کے شاید زمرے میں نہیں آتا، کسی اور محکمے کو کرنا ہے تو اس کے بارے میں ظاہر ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین! میں نے ابھی یہ دیکھا ہے اور اتفاق سے میں خود وہاں موجود تھا اور اس کے فوراً بعد "جیو" کا جو پروگرام ہوا حامد میر کا، میں اس میں شریک ہوا تھا، محمد علی درانی بھی شریک ہوئے تھے یعنی رپورٹ میں ایسا معلوم ہوتا ہے جو ایک classic pattern ہے کہ جی کسی نے پتھر مارا اور ہم نے اس کے بعد ایکشن لیا لیکن جو چیز ہم نے وہاں دیکھی، جس پیمانے پر تباہی مچی ہوئی تھی اور بلڈنگ میں اور بلڈنگ کے باہر اور جو بات لوگ وہاں برملا کہہ رہے تھے کہ پولیس والوں نے یہ کام کرنے کے بعد کھلے بندوں کہا کہ ہمیں جو کام دیا گیا تھا، وہ کر دیا ہے۔ یہ بات انہوں نے ٹیلیفون پر بھی کسی کو convey کی۔ ہمیں یہ ساری باتیں بتائی گئی تھیں۔ اگر آپ کے پاس evidences نہیں آئی ہیں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن یہ ساری چیزیں وہاں موجود تھیں۔ ان میں سے کئی چیزیں اس کے فوراً بعد on air آئیں۔ میں خود اس پروگرام میں شریک تھا لیکن جو یہاں کہا گیا ہے، یہ تو وہی پرانا انداز ہے جس میں white wash کیا جاتا ہے۔ بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوری تفصیلات نہیں آئیں۔

لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حامد نواز خان، جناب والا! اس وقت کہا گیا تھا کہ جس کسی کے پاس کوئی evidence ہے، اسے سامنے لایا جائے۔ ظاہر ہے کہ enquiry officer کے پاس کوئی evidence نہیں آتی تو جو available evidence ہے، اسی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی findings تیار کرنا ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، انہوں نے اپنی findings دے دی ہیں۔

لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حامد نواز خان، جو findings دی ہیں' ان پر عمل کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، چوہدری انور بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! میں یہ دریافت کرنا چاہتاہوں کہ compensation سے متعلق وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ کسی اور محکمے سے متعلق ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس محکمے سے متعلق ہے اور expeditiously compensation کیوں نہیں دی گئی؟

جناب قائم مقام چیئرمین : وہ take up کیا گیا ہے with the Finance Ministry اور کہا گیاہے کہ they should be compensated. یہ دوسرا کیس ہے۔ پرانے زمانے میں میلوڈی سینما بھی جلا دیا گیا تھا' وہ compensation بھی نہیں دی گئی ہے۔ کوئی چیز جل جانے' راکھ بن جانے لیکن compensation نہیں دیا جاتاہے۔ جنرل صاحب! CDA آپ کی وزارت کا حصہ ہے۔ CDA کو کیس جلدی move کرنا چاہیئے اور اس میں compensation earmark کی جائے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : میرا خیال ہے کہ اتنا عرصہ ہو گیا لیکن اب تک compensation طے نہیں ہوئی ہے۔ compensation کا formula, اس کی ادائیگی کی full-fledged ذمہ داری فیڈرل گورنمنٹ کی ہے۔ اگر ایک وزارت کی ذمہ داری نہیں ہے تو پھر یہ دوسری کی ہے۔ ایک وزارت کی initiation ہے تو دوسری کی ذمہ داری action ہے۔ تو یہ ابھی تک کیوں نہیں ہوا۔ اس کے بارے میں تو ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کیوں نہیں ہوا اور کس نے کرنا ہے۔؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب ادائیگی ہو جائے یا ابھی ایک سال اور لگ جائے گا۔یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ابھی ایک سال سے تھوڑے سے دن کم ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، یہ وزارت میں بیٹھے ہوئے ہیں، تھوڑی سی ذمہ داری تو لیں۔ یہ کس لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ کرتے ہیں۔ جنرل صاحب تو اس وقت کی ذمہ داری بھی لے رہے ہیں اور آگے suggestions بھی دیں گے۔ وہ خود اس معاملے میں مضبوط ہیں، وہ یہ کام کروادیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب والا! چھ ماہ سے ایک اہم مسئلہ درپیش ہے لیکن ابھی تک اس کی انکوائری بھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جنرل صاحب! دو چیزیں ہیں، اس پر آپ کو تعاون کرنا ہے کیونکہ فنانس والوں سے پیسے نکالنا بڑا مشکل ہے۔ جس طرح pensioners کا حشر ہو جاتا ہے، اسی طرح سب کا حشر ہو جاتا ہے۔

لفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حامد نواز خان، جناب چیئرمین! ہم یہ ضرور لکھ دیں گے۔ جس محکمے نے یہ کام کرنا ہوگا، ہم اسے pursue کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ لکھیں اور اس کی ایک کاپی مجھے بھجوائیں تاکہ ہم سینیٹ کی طرف سے follow up کریں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب ہم competent ہیں کہ وزارت خزانہ کو لکھا جائے۔ ہماری جو standing committee ہے----

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! میڈیا سے معافی مانگی جائے۔ ابھی تک معافی نہیں مانگی گئی ہے اور ان پر پابندیاں ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ ایک الگ issue ہے۔ وہ علیحدہ issue ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، یہ میڈیا کی پابندی کی طرف چلے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رضا صاحب! آپ بالکل ایک الگ issue کی طرف چلے

گئے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! پہلے انہیں میڈیا سے معافی مانگنی چاہیے۔ میڈیا پر انہوں نے پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ علیحدہ issue ہے۔ اسے ہم علیحدہ لے آتے ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! پہلے compensation کا معاملہ چل رہا ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک آدمی بول رہا ہے اور اس دوران دوسرا آدمی بولنا شروع کر دیتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رضا صاحب! please take your seat. اب فیصلہ یہ ہوا ہے کہ compensation کے زمرے میں جو بات آ رہی ہے، پہلے اسے لیتے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جو بات میڈیا کی آزادی کے بارے میں ہے، اسے لیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ separate بات ہے۔ آپ پہلے compensation کو separate کریں۔ گڈ مڈ کر دیں گے تو پھر بات کا پتا ہی نہیں چلے گا اور striped animal نکل آتا ہے۔ اس لیے آپ کوشش کریں کہ ایک specific چیز پر جائیں۔ specific چیز یہ ہے کہ یہ معاملہ ہم اپنی سینیٹ کی فنانس کمیٹی کے حوالے کر رہے ہیں۔ اس میں GEO کی compensation کو بھی take up کریں، میلوڈی سینما کی compensation کو بھی take up کریں کیونکہ انہیں compensation نہیں دی گئی اور اس کا فوراً تدارک کیا جائے۔ جناب احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی، جناب والا! اگر آپ یہ باتیں کرتے ہیں تو کراچی میں پچاس کے قریب industries جلا دی گئیں تو کیا ان کو compensation کا حق نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میرے خیال میں تو provincial administration کو اسی وقت ادا کرنا چاہیے کیونکہ کراچی falls under the provincial administration

سینیٹر احمد علی، آپ compensation کی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تو ادھر سے recommendations کروں گا۔ وہاں پر بھی ہزاروں jobs کا loss ہوا ہے۔

سینیٹر احمد علی: آپ نے کہا ہے کہ اس کو دیکھیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ پھر اسے بھی دیکھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے' وہاں بھی provincial government کو instructions بھیجیں گے کہ they should compensate, especially aftermath of 27 December جو اس ملک میں ہوا ہے۔ جو 27 دسمبر کے بعد fall out ہوا ہے' اس میں سب غریب غربا کا نقصان ہوا ہے۔ معصوم لوگوں کو پتا ہی نہیں تھا کہ what hit them. جنرل صاحب! وہ بھی آپ recommendations دے دیں اور provincial goverments سے progress مانگیں۔

سینیٹر احمد علی: آپ انہیں کہیں' ہم ان کو تفصیل دے دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ terms of reference بنائیں' آپ کو اجازت ہے۔ شکریہ۔

Question No. 43. Senator Talha Mahmood Sahib. On his behalf, Senator Rehmat Ullah Kakar.

43. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 22-08-2007 at 14:55 p.m.)

Will the Minister for Defence be pleased to state whether the facility of repairing and maintenance of PIA aeroplanes is available in the country, if so, its details?

Mr. Salim Abbas Jilani: The following repairing and maintenance facilities are available with PIA Engineering and Maintenance department:—

(A) Line and base checks on the following aircraft:

Boeing 777-200/300, 747-200/300, 737-300
Airbus A300-B2/B4 and A310-300

(B) Engine overhaul capabilities for the following aircraft:—

B747-200, A300B4, B737-300 and F-27 aircraft.

(C) In house maintenance capability for more than four thousand components of hydraulic, pneumatic and avionics for above listed aircraft.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب والا! PIA کے aircrafts کے بارے میں پوچھا گیا ہے کہ اس کی maintenance and repairing کی facility ہمارے پاس ہے یا نہیں ہے۔ میں ایک مختصر سوال کرتا ہوں کہ PIA کی tail پر جو national flag بنا ہوا تھا۔ طارق کرمانی صاحب جو ہمارے وزیر اعظم کے نور چشم تھے' ان کی صاحبزادی کو یہ چار ملین ڈالر میں ٹھیکہ دیا گیا کہ پاکستانی flag مٹا دو اور اس کی جگہ پھول پتیاں بنائیں۔ اس قومی پرچم کو مٹانے کا فائدہ اس PIA یا اس قوم کو کیا ہوا ہے اور پھول پتیاں کیوں بنائی گئیں۔ جب کہ اس وقت PIA ایک ارب 21 کروڑ روپے ماہانہ کے شرم ناک loss میں continuously جا رہا ہے۔ یہ میرا سوال ہے کہ اس وقت جو جہاز آ رہے ہیں' ان پر بھی یہ پھول پتیاں بنائی جا رہی ہیں۔ جناب والا! اب پھول پتیوں کا زمانہ چلا گیا۔ یہ آپ ان سے پوچھ کر مجھے جواب دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: PIA کے ساتھ ہر روز Valentine's day منایا جا رہا ہے۔ میڈیم رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator (Engr.) Rukhsana Zuberi: My supplementary question is that whether the line and base check facilities on A300, B2/B4 and that of engines overhaul capability for A310-300 are being used or in use now or they have become redundant because of certain reasons?

Mr. Acting Chairman: Salim Abbas Jilani Sahib.

جناب سلیم عباس جیلانی (نگران وزیر دفاع): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے

تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے لیے یہ بہت باعث عزت بات ہے کہ میں اس ایوان میں پہلی دفعہ بول رہا ہوں۔ جناب والا! پہلا سوال جو معزز رکن نے پوچھا ہے کہ PIA کی tail پر پاکستان کے flag کا design change کرکے ایک دوسرا decorative design بنایا گیا ہے۔ چونکہ اس کا براہ راست maintenance کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا' اس لیے مجھے اس چیز کا علم نہیں ہے کہ یہ کیوں ایسا کیا گیا لیکن اگر معزز رکن' جو معلوم ہوتا ہے کہ خواہش رکھتے ہیں کہ پتا کرکے ان کو بتایا جائے تو میں یقیناً یہ پتا کرکے بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، یہ ٹھیکہ کیوں دیا گیا۔ یہ بتائیں۔ انہیں پتا ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ ابھی اس پوسٹ پر selected ہیں' nominated نہیں ہیں' this is the difference.

جناب سلیم عباس جیلانی، جو دوسرا سوال معزز رکن نے پوچھا ہے ' میں بہت احترام کے ساتھ چاہوں گا کہ اگر وہ repeat کردیں تو بہتر ہے کیونکہ میں وہ سن نہیں سکا تھا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، رحمت اللہ کاکڑ صاحب' سلیم عباس صاحب اس کا پورا جواب دینے لگے ہیں کہ contract کی کتنی رقم ہے۔ اس کے بارے میں ایک دفعہ پہلے on the floor of the House, question بھی اٹھ چکا ہے۔ اس وقت وزیر دفاع راؤ سکندر صاحب تھے لیکن ان کی جگہ خالد لنڈ صاحب نے جواب دیے تھے۔ مجھے یاد ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب والا! سول ایوی ایشن ان کے under ہے' PIA ان کے under ہے۔ صرف national flag آگے پیچھے نہیں گیا بلکہ flag ہی اڑا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ فرما رہے ہیں کہ میں ساری تفصیلات دوں گا۔ ٹینڈر کے بارے میں جو آپ کہہ رہے تھے ' وہ رقم کم تھی جو آپ کہہ رہے تھے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، مہربانی کرکے یہ بھی بتائیں کہ جو طارق کرمانی صاحب تھے' ان کی صاحبزادی کو کیوں یہ contract دیا گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ کر لیں گے۔ آج کل کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ رخسانہ زبیری صاحبہ' please repeat you supplementary.

Senator (Engr.) Rukhsana Zuberi: Sir, answer given in part (A). Line and base checks repairing and maintenance facilities. PIA کے پاس ہیں جس میں Boeing 377-200/300, 747-200/300, 737-300 and Airbus A300-B2/B4 کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ انجن کی overhaul facilities 747-200, A300B4, B737 are also there. My question is, are these facilities in use now because engine overhaul facilities are a hi-tec technology and hi-tec capability. Is it being used now?

جناب قائم مقام چیئرمین، کیا انجن overhaul کی capabilities ہیں یا نہیں۔

Mr. Saleem Abbas Jilani: Thank you Mr. Chairman. The question is very clear and the answer is that according to the information which I have from the PIA because this is a technical matter and we have to rely on the information which has been provided to the Ministry by the concerned PIA Engineering Department. I am personally aware that the PIA Engineering and Maintenance Department is certified by the Civil Aviation of Pakistan and European Aviation Safety Agency part 145 approved organization. They have been offering the maintenance and overhaul facilities on PIA aircrafts by a team of highly trained and experienced professionals for a very long time and to the best of my knowledge this facility is available. Thank you.

Senator (Engr.) Rukhsana Zuberi For the benefit of this House sir, this capability of line and base checks for Airbus A300-B2/B4 has become redundant costing millions and millions of dollars to the national exchequer , sir you are also the member of the committee, you are well aware that the aircraft was sold and now we are leasing much older aircraft on a very high price. Now, same goes for A300B4 engine. Those facilities they are not using because of wrong decisions, not merits but on other grounds. So, sir all these facilities have become redundant. They are not using them. Senator Memon is not here otherwise, he would have beared it out that this is your and my committee, Defence Committee did bring billions of rupees to Pakistan because of raising these questions and making certain amendments.

Mr. Acting Chairman: Thank you madam. Senator Enver Baig Sahib.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I would like to enquire from the honourable Minister for Defence.

میں نے ان سے دو چیزیں معلوم کرنی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ

in the last ECC meeting airport tax --

Mr. Acting Chairman: Airport tax comes under PIA or Civil Aviation?

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب ان کے under ہی آتا ہے کیونکہ Airport

airport tax for میں اس Security Force comes under the Ministry of Defence.

40 اور ہے دی approval نے انہوں ASF 20 rupees for domestic passengers

I would just like to bring to - ہے دی rupees for international passengers کو airport taxes general public جو کہ اس وقت the knowledge of this House charge کر رہے ہیں بشمول

the honourable members of this House is for Middle East. They are charging an airport tax of rupees 500 foreign travel tax which is a Federal Government tax, which is 3200 rupees and then there is a fuel surcharge of 5700 rupees. Now, this is for the Middle East only. I am talking of economy class passengers. Now, if you go to Europe and America, they charge 500 rupees airport tax and fuel surcharge of 8100 rupees and foreign travel tax as 4200 rupees.

Federal ' taxes اتنے already جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جب آپ لے رہے ہیں foreign travel tax 4200 rupees جب یہ Government تک لے رہی ہے

for people travelling to Europe and America and they are charging 3700 rupees to people travelling to the Gulf.

Why can't they- burden یہ بیس روپے اور چالیس روپے پھر لوگوں پر کیوں ڈالا جا رہا ہے take this money from the Federal tax and pay it to the Airport Security

Force. Sir, the people of Pakistan are to be burdened with every penny? I

mean ان کے خرچے جو ہیں' یہ جو airport taxes لیتے ہیں

can't they give 20 or 40 rupees to the ASF? Why are public representatives burdened?

Mr. Acting Chairman: Thank you.

Senator Muhammad Enver Baig: Another thing. I would also like to bring to the knowledge of honourable Minister for Defence,

the first Iraq war started in 1991.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, is it a supplementary question or statement?

Mr. Acting Chairman: It is one of the most lengthy supplementary.

سینیٹر محمد انور بیگ: جناب والا! یہ public importance کا سوال ہے

Bhinder Sahib, if you could just give me one minute. Sir, it is very important and even honourable Senator would be charged this tax. Sir, in 1991

انہوں نے عراقی war insurance tax charge کیا تھا to every coupon of the ticket

ختم ہوگئی ' سب and that is 300 rupees per coupon war insurance charge, war

کچھ ہوگیا آج بھی پاکستانی عوام تین سو روپے per coupon war insurance دے رہا ہے۔

I would appreciate if the honourable Minister for Defence looks into all these taxes and revert back to the House in this respect.

جناب قائم مقام چیئرمین: ہمارے ملک میں جو چیز چل پڑے وہ چلتی ہی رہتی ہے۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, my suggestion is that all these questions are so relevant, so pertinent, the calamity that we are facing today, I think, it should be referred to the Defence Committee for a thorough check because the honourable Minister is a very honest and fair man, I don't think he will be able to answer all those questions. So I think, in a detail all these questions need to be answered.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, I endorse the suggestion of Mr. Azam Swati that this question and its supplementary should go to the

Defence Standing Committee because it is a fact that a lot of engineers have resigned from the PIA and this facility might be there when the honourable Minister was Secretary Defence

لیکن ابھی میرے خیال میں نہیں ہیں تو اس معاملے کو کمیٹی کو ریفر کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سینیٹر صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین! میرا بڑا سادہ سا سوال ہے کہ 747 and A300 ہماری جو airbuses تھیں وہ یورپ میں ban ہو گئی تھیں because of maintenance problem تو اب میں جیلانی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کتنے 747 and air buses ہیں جو allow کر دیے گئے ہیں کہ وہ یورپ اور امریکہ میں travel کر سکیں۔

Mr. Saleem Abbas Jilani: Sir, first of all, I must express my complete ignorance of the proceedings of this House because having come prepared to answer only the maintenance part of the question which was asked, I am frankly not prepared to answer very relevant questions raised by honourable members of the House regarding the tax, although I am aware of the position and I take full responsibility for the 20 and 40 rupees. But only if you permit, I can answer that otherwise that is not strictly relevant to question which has been asked.

Mr. Acting Chairman: You are absolutely right.

Mr. Saleem Abbas Jilani: No. 2 sir, a suggestion has been made by the honourble Members of the House regarding the engineering that certain facilities which are available, they are redundant at present because of the non availability of the specific types of engines or parts. I am not talking of the position when I was Secretary Defence or the

Chairman PIA, I am talking of the position as has been provided to me in 2008 by the Engineering Department of PIA under the signature of the management of the PIA. However, there is always room for improvement and the wisdom of this honourable House would be very very welcome and in case the House decides that this particular aspect should go to the Defence Committee of the Senate, we will have no objection, we will welcome that thing.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. The Minister has been very forthright, truthful and very magnanimous also in accepting the situation and I think he is an expert in the field of PIA, the better times of PIA.

Mr. Saleem Abbas Jilani: The point raised by Senator Abbasi regarding the aircrafts which were banned. Now, sir, the ban has been completely lifted and all the aircrafts of the PIA are flying to Gulf.

Mr. Acting Chairman: So, the better times are coming hopefully. Yes, the matter is being referred to the Senate Defence Committee. I am also a member in this Committee and all information may kindly be made the property of the House so that we can transfer them.

اور اس میں ایک بہت pertinent بات ہے کہ PIA is a national carrier. آپ کو یاد ہوگا جب Swiss Air کو ground کر رہے تھے تو the Swiss nation was in a state of shock اور ادھر ہمیں PIA کو privatize کرنے کا شوق ہے۔ یہ بڑے مسائل ہیں and we will take them up.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب! PIA کو خسارہ ہوا ہے لیکن دوبارہ ان کو

کسی اور جگہ پر appoint بھی کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ان کو appoint نہیں کیا بلکہ وہ elect ہوگئے ہیں۔ ان کو نیشنل بنک کے ممبران نے elect کیا ہے۔ اس طرح تو ہمارے elections پر بھی لوگ اعتراض کریں گے کہ آپ کیوں elect ہو کر آ گئے ہیں۔ یہ system separate ہے۔ شکریہ۔ سوال نمبر 44۔

44. *Senator Sabina Rauf: Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) the number of convicted women in prisons as present in the country;

(b) the capacity for women prisoners in these jails; and

(c) the steps being taken by the government for the welfare of women prisoners and their children?

Lt. Gen. (Rtd.) Hamid Nawaz Khan : (a) Number of convicted women prisoners: According to the vital statistics received from Inspectorate Generals of Prisons as on 30-06-2007 the number of convicted women with province-wise break-up is as under:

Province/Area	No. of Convicted Women Prisoners
Punjab	261
Sindh	72
NWFP	77
Balochistan	17
Azad Kashmir	01
Northern Areas	--

Total:	437

(b) Capacity for women prisoners in jails:

Province/Jail	Authorized Capacity
Women Jail Multan (Punjab)	166
Women Jail, Larkana (Sindh)	110
Women Jail, Karachi (Sindh)	102
Special Women Jail, hyderabad (Sindh)	150
Total:	528

(c) Welfare Measures,- Under the 1973 Constitution, the matters pertaining to jails are responsibility of the provincial governments. In recent years, a number of measures have been taken to improve welfare of women prisoners and their children. These include better living conditions, imparting of religious and general education. better health facilities, imparting of vocational training in tailoring embroidery and schooling facilities for children with mothers.

Provincial Governments are also working on welfare measures for the women prisoners to enhance facilities like accommodation, clothing, bedding, diet, health, education, vocational training, recreation etc. in recent years.

Government of Punjab in collaboration with Central Jail Staff Training Institute has also developed "Provincial Prison Reforms Network". The reformatory steps suggested under this network will be implemented after their approval by the government.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary question on her behalf? Yes, Dr. Kauser Firdaus.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی۔ سوال ہے' ٹھیک the number of convicted women in prison at present in the country." ہے جی اور جواب ہے province-wise, پنجاب کی اتنی عورتیں اور سندھ اور NWFP اور بلوچستان' آزاد کشمیر وغیرہ' جناب! یہ clear نہیں ہے' یہ پوچھا بھی نہیں گیا تھا۔ میرا خیال ہے ہم province-wise break up دینے کے اتنے شوقین ہو گئے ہیں کہ جب کوئی پوچھتا بھی نہیں تب بھی province کا ایک چکر بیچ میں چلا دیتے ہیں۔ جناب! اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی عورتیں پنجاب کی جیلوں میں ہیں۔ یہ تو پوچھا ہی نہیں تھا' اس کی کیا ضرورت ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین، اس سوال کے جواب میں provincial autonomy آگئی ہے۔ انہوں نے جواب میں دے دیا ہے کہ conviction میں provincial autonomy آگئی ہے۔ ویسے اچھا ہے کہ یہ information آپ کے پاس ہو۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، یہ فالتو ہے' اس کو مانگا نہیں تھا۔ جو مانگا ہواور وہ دے دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ Total number پوچھا گیا تھا اور اتنا ہی کافی تھا۔ دوسرا حصہ ہے جناب! "the capacity for women prisoners in these jails." ملک کے اندر جتنی جیلیں ہیں ان میں کتنی کتنی عورتوں کی capacity ہے۔ اس کا جواب بھی بڑا دلچسپ ہے۔ Women Jail, Multan میں ہے اور اس میں 166 ہیں۔ Women Jail, Larkana, Women Jail Karachi and Special Women Jail, Hyderabad. جناب! بڑی خوشی کی بات ہے کہ سرحد میں کوئی جیل نہیں ہے' بلوچستان میں کوئی جیل نہیں ہے اور پنڈی کی اڈیالہ جیل میں تو میں خود گئی ہوں اور اس کا بھی ذکر یہاں پر نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اس میں خواتین کا section علیحدہ ہو گا۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! الگ ہے لیکن یہاں پر اس کا کوئی ذکر نہیں

ہے۔ میں اس کی وجہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ جناب! دوسری بات' یہاں پر کہا گیا ہے کہ ان کے لیے different facilities ہیں' welfare measures ہیں' vocational trainings ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ vocational training کس جیل میں دی جا رہی ہے؛ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی لیاقت علی بنگزئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! سوال کے اسی جزو میں جواب یہ ہے کہ مختلف جیلوں میں بہتر رہائشی سہولیات' مذہبی اور عام تعلیم کی فراہمی' بہتر طبی سہولیات' سلائی کڑھائی کی پیشہ ورانہ تربیت اور بچوں کے سکول کی سہولت۔ جناب چیئرمین! میں خود اس چیز کا گواہ ہوں کہ مختلف اوقات میں جب میں مختلف جیلوں میں گیا ہوں معائنے کے لیے' آپ یقین کریں جون اور جولائی کے مہینے میں بھی انہیں ابلتا ہوا پانی پیتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔ چہ جائیکہ ان کو سکول کی سہولت ملے' چہ جائیکہ ان کو بہتر طبی سہولت ملے' چہ جائیکہ ان کو قرآن خوانی کی سہولت ملے' یہ میں نے خود اپنی ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پورے ہاؤس کو انہوں نے یہاں misguide کیا ہے کہ ہم یہ یہ سہولتیں دے رہے ہیں۔ اگر وزیر موصوف کے پاس وقت ہے تو میں آج بھی ان کو ان جیلوں کا visit کرواؤں گا۔ یہ قوم کو کیوں اندھیرے میں رکھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ کامران مرتضیٰ صاحب! کیا اسی سے link کرتا ہے آپ کا سوال؛

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! اگر سوال کا part (c) لیں تو آپ کو ساری provincial autonomy صرف جیلوں میں نظر آئے گی باقی autonomy ان کے پاس نہیں ہے۔ جناب! problem یہ ہے کہ قیدی خواتین کے ساتھ جو بچے ہیں ان کے بارے میں specific question کیا گیا تھا کہ "the steps being taken by the government for the welfare of women prisoners and their children.? یہ وہ بچے ہیں جن کا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ صرف اس لیے وہاں ہیں کہ ان کی ماؤں پر کوئی جرم کا الزام ہے یا جرم ثابت ہو چکا ہے اور وہ جیلوں میں ہیں۔ اس جواب میں مجھے کم از کم یہ نظر نہیں آیا کہ کوئی ایسی

بات ان بچوں کی welfare کے لیے کی گئی ہو کہ کیا steps لیے گئے ہیں۔ اگر وہ اس کی وضاحت کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ وزیر داخلہ صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حامد نواز خان: جناب چیئرمین! یہ جیلیں جو ہیں یہ provinces manage کر رہے ہیں اپنی اپنی جیل اور یہ figures ہم نے provinces سے لی ہیں اسی لیے provinces نے اپنی اپنی figures دی ہیں جن کو ہم نے total کرکے 437 لکھ دیا۔ لہٰذا یہ تمام figures provinces سے آئی ہیں۔

دوسری بات جناب! یہ women jail کے بارے میں ہے۔ سندھ کا صوبہ شاید بہترین ہے جہاں تین exclusively women jails ہیں۔ یہ کراچی میں ہے' لاڑکانہ میں ہے اور حیدرآباد میں ہے۔ پنجاب میں ایک women jail ہے اور وہ ہے ملتان میں لیکن ملک کی باقی تمام جیلوں میں independent wings women کے لیے ہیں جہاں ان کو رکھا جاتا ہے separately from the men prisoners اور ان کے لیے علیحدہ ہی welfare measures اختیار کی گئی ہیں اور وہ welfare measures ہیں' accommodation, clothing, bedding یہ vocational training کا سوال انہوں نے پوچھا تھا۔ تو یہ tailoring and embroidery کا انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی vocational training مختلف جیلوں میں دی جا رہی ہے۔ جن عورتوں کے ساتھ بہت چھوٹے بچے ہیں ان کو remission کی' ان کی sentence کی remission بہت liberal policy ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ یہ please ذہن میں ڈال لیں کہ it is a provincial subject. I think let us seek the report. جی رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب چیئرمین! یہ ایک بڑا ہی اہم سوال ہے اور پاکستان کا بڑا اہم مسئلہ ہے اور جتنا اس کا ہم نے cursery انداز میں جواب دیا ہے یہ ہاؤس اس کا متحمل نہیں ہے۔ Basically جو مسئلہ ہے وہ ہے congestion in the prison. That is the main issue today. جو بتانا ہے وہ بتانا ہے لیکن

relating to congestion of jail. I would request the Minister to go and visit Lahore Jail and see what is the position there.

ایک ہی کمرے میں چادریں بچھی ہوئی ہیں، بچے بھی ہیں، عورتیں بھی ہیں، کہیں بھی لاہور کا ذکر نہیں ہے۔ اصل issue is congestion of jails اور اس کا redressal کیا ہوتا ہے۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ خواتین کو عدالت میں پیش نہیں کیا جاتا۔ جو آدمی پیسے بھرتا ہے وہ پیش ہوجاتا ہے اور خواتین سالہا سال جیل میں رہتی ہیں۔ اڈیالہ کا ذکر نہیں ہے۔ وہ دور نہیں ہے۔ I would request through you that the barrister should visit Adiala Jail tomorrow and tell us کہ وہاں congestion کیا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم جیلوں میں جاتے ہیں تو جس سیل میں 12X10 فٹ کا کمرہ ہے اس میں آٹھ بندے ہوتے ہیں۔ تین چار کھڑے رہتے ہیں اور چار باری باری سوتے ہیں۔ اصل مسئلہ جو سوال raise کیا گیا تھا وہ تھا congestion and problems related to the congestion اب یہ کہ ہم نے وہاں پر کھڑکی لگائی ہے۔ وہاں ہم نے کھڈی لگا دی ہے۔ ہم نے یہ کیا ہے، وہ بھی نہیں بتایا گیا۔ Welfare is not کہ اب وہ کام کیا دے رہے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: The capacity for women prisoners in these jails. Madam Zuberi.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I will request the Chair that this question should remain pending. We whould like to know what steps have been taken to address the issue of congestion of jails at least vis-a-vis women and children.

جناب قائم مقام چیئرمین، ڈاکٹر صاحب جو پوائنٹ آپ نے raise کیا ہے یہ بہت اہم ہے۔ سینیٹر گلشن سعید۔

سینیٹر گلشن سعید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! ہمارے معزز سینیٹر خالد رانجھا صاحب نے جو بات کہی ہے وہ ۷۰ فیصد درست ہے۔ ہر عید پر میں لاہور کوٹ لکھ پت جیل میں

جاتی ہوں۔ وہاں پر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک کمرے میں پچاس پچاس سے زیادہ عورتیں ہیں اور ان کے ساتھ بچے ہیں۔ ان کی حالت بیان سے باہر ہے۔ اتنے برے حالات میں وہ رہ رہے ہیں۔ ان کو معمولی معمولی جرائم میں رکھا ہوا ہے کیونکہ ان کے پیچھے آکر پیسے بھر کر وکیل کرنے والا نہیں ہے۔ یہ سوال آپ اگر پچھلی تاریخیں دیکھیں تو میں نے پہلے بھی ایک دفعہ raise کیا تھا کہ کم از کم خواتین اور بچوں پر رحم کیا جائے۔ حکومت اپنے وکیل بھیج کر ان کو آزاد کروا دے۔ سالہا سال سے وہ وہاں پر پڑی سڑ رہی ہیں اور بند کی ہوئی ہیں۔ انہوں نے غیر ملکیوں کے لیے الگ کمرہ بنایا ہوا ہے میں نے خود جا کر دیکھا ہے۔ لاہور کا کوئی حال نہیں ہے۔ میں confirm کرتی ہوں۔ آپ ان کو جو کہتے ہیں کہ حالات بڑے اچھے ہیں خود بھجوائیں اور ساتھ کمیٹی کے لوگ جائیں اور جا کر دیکھیں اور ان کو آزاد کروائیں۔ اس سے بڑی نیکی اور کوئی نہیں ہے۔

Mr. Acting Chairman: At the end of supplementaries here please take note of that. There are going to be. ----- میں ایک بات کہنے لگا ہوں

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی۔ اس کے اوپر قوانین موجود ہیں اگر کوئی صوبہ law violate کرتا ہے تو اس کے لیے فیڈریشن سے جو فنڈز grants کے طور پر صوبوں کو جاتے ہیں وہ اس پر قدغن لگا دیتے ہیں اس وقت تک جب تک کہ جو بنیادی اصول ہیں' جو بنیادی قانون ہیں ان کا احترام نہ کریں۔ ساری دنیا میں یہ رواج ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ فیڈریشن میں ایک ایسی regulatory authority ہونی چاہیے جو صوبے کی جیلوں کو اس گرانٹ کے ساتھ منسلک کرے۔ بڑی آسان سی بات ہے تاکہ فیڈریشن میں رہنے والے یونٹس کو یہ احساس ہو کہ جب provincial autonomy کی بات کرتے ہیں تو ان کو یونیورسل اصول کی بھی اسی طریقے سے پابندی کرنی چاہیے۔ اگر وہ نہیں کریں گے تو فیڈریشن کی طرف سے مختلف مد کے اندر جو گرانٹس جاتی ہیں وہ انہیں نہیں ملے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم کلثوم پروین صاحبہ۔ آخری سپلیمنٹری ہے' اس کے بعد میں ایک طریقہ کار وضع کرنے لگا ہوں۔

سینیٹر کلثوم پروین : جناب چیئرمین! بحث تو اس پر اچھی خاصی ہوگئی ہے بلکہ سوالوں کے جواب بھی آگئے ہیں۔ میری آپ سے ایک درخواست ہے کہ اس question کو pending رکھا جائے اور Law, Justice and Human Rights کی کمیٹی جا کر ان جیلوں کا visit کرے اور پھر ہمیں رپورٹ دے۔ جناب والا! اگر ہم خواتین' خواتین کے لیے قانون سازی نہ کر سکیں' وہ عورتیں جو بے گناہ اپنے بچوں کے ساتھ قید تنہائی اور قید بامشقت گزار رہی ہیں' ان عورتوں کے لیے کوئی ایسی قانون سازی ہونی چاہیے کہ گورنمنٹ یا ایسی این جی اوز ان کی ضمانت کروائیں اور عورتیں اپنے گھروں میں عزت سے رہیں۔ جناب والا! یہ صرف question نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کی ان عورتوں کا سوال ہے جو بہت ہی عزت دار عورتیں ہیں اور چھوٹے چھوٹے جرائم پر جیلوں کے اندر ہیں۔ اس پر ایک visit رکھا جائے اور Law, Justice and Human Rights کی کمیٹی کو دیا جائے۔ پوری کمیٹی اس کو دیکھے پھر اس پر قانون سازی کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں ہاؤس کے سامنے ایک بات لاتا ہوں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حامد نواز خان : جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ادھر سے بڑی valid observations آئی ہیں' یہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہ جو سوال ہمیں بھیجے گئے ہیں وہ بڑے direct ہیں اور ہم نے ان کے بڑے direct جواب دیے ہیں۔ ان سوالوں کو reframe کیا جائے اور یہ بہت اچھی suggestion ہے کہ یہ کمیٹی جا کر پوری رپورٹ اس پر تیار کرے اور صوبوں کو لکھا جائے کہ اس پر صحیح معنوں میں implementation ہو سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی میں طریقہ ہی بتانے لگا تھا۔ ابھی ایسے ہوگا' میں نے اندازہ لگایا ہے کہ کمیٹی برائے انسانی حقوق involve ہو رہی ہے' Committee for Interior, Committee for Women Development اور اس کے ساتھ سوشل ویلفیئر بھی آجاتی ہے' آپ کو چار کمیٹیوں کی ایک joint task force بنانی ہے۔ چاروں صوبوں میں جانا ہے' جیلوں کا دورہ کرنا ہے' حالات کو دیکھنا ہے' یہ سارا کام آپ مہربانی کر کے پندرہ اپریل تک مکمل کریں۔ اس کے لیے سارا سسٹم بناتے ہیں۔ یہ صوبوں کی ذمہ داری ہے۔ اگر فیڈریشن ان کے فنڈز بند

کرے تو جو تھوڑا بہت کھانا ملتا ہے وہ بھی بند نہ ہو جائے۔ جو صوبوں کی حالت ہے' خاص طور پر جو ہمارے غریب صوبے ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Acting Chairman: Please take it as a serious issue.

طلحہ محمود صاحب بھی ہاتھ اٹھا رہے ہیں لیکن یہ ان کے ذمے بھی کام ہوگا کہ take it as a serious issue. کبھی کبھی میں سوچتا ہوں مرحوم وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں ملک حاکمین خان جیل خانہ جات کے وزیر بنے تھے انہوں نے کہا تھا کہ میں جیلوں کا جال بچھا دوں گا۔ جس طریقے سے criminal بڑھ رہے ہیں' آبادی زیادہ ہوگی تو criminal بھی ہوں گے۔ آپ کو یہ جال بچھانا پڑے گا to facilitate نہیں تو congestion کی میں نے اپنی آنکھوں سے حالت دیکھی ہے۔ بالکل صحیح بات رانجھا صاحب کہہ رہے ہیں۔ صرف ان کی سوشل diseases نہیں ہیں physical diseases, infectious diseases کے infections لوگوں کو لگے ہوئے ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لیے سپیشل کمیٹی بنا دیجیے' سپیشل کمیٹی کی ہمیشہ provision ہوتی ہے' چاروں چیئرمین ہو جائیں اس کے علاوہ جو آپ nominate فرمائیں وہ ہو جائیں۔ آٹھ دس آدمی ہو جائیں وہ باقاعدہ جا کر' visit کر کے سینیٹ کو رپورٹ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں سپیشل کمیٹی کا یہ کام سینیٹر خالد رانجھا کے سپرد کرنا چاہ رہا ہوں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، وہ تو ہے نا۔ He would be the convener of this committee.

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ جو terms of reference بنائیں۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: All the chairmen of other respective committees they would also be member

اور جو وہ ڈالنا چاہتے ہیں وہ اس میں ڈال دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا : جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے کہ دو فریق جیلوں میں بڑے marginalized ہیں' ایک خاتون دوسرا بچہ ۔ اصل مسئلہ خواتین کا ہے اور بچے بھی ساتھ ہیں۔ جو بچے male cell میں ہیں ان کا بھی ایک ایسا پرابلم ہے جس کا آپ کو اندازہ نہیں ہے۔ جو خواتین ہیں وہ شاید زمین پر گزارا کرلیں گی لیکن جو دوسرا مسئلہ ہے that is really a big irritant اس کا کوئی حل ہونا چاہیے۔ اس کو reference میں لے کر آئیے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : وہ کرتے ہیں جی اس کے بعد we do our homework. اس کو بیس اپریل تک کر لیں you have got nearly two months اس کو بیٹھ کر کرتے ہیں۔ اس کی چار ٹیمیں ہر صوبے میں جائی ہوں گی۔ Now we move to question No. 45.

45. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 22-08-2007 at 15:03 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) the names of the countries which deported Pakistanis having illegal traveling documents during the last six months; and

(b) the names of the persons /agencies involved in this illegal business and the details of action taken against them?

Reply not received.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس : جناب والا! یہ میرا سوال ہے۔ جناب والا! چھ مہینے پہلے 22-08-2007 کی تاریخ ہے۔ اس کو چھ مہینے ہوگئے ہیں۔ جناب والا! ہر روز کے اخبارات میں اتنی تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے میرا خیال ہے ہم سب کی نظر سے گزرتی ہے کہ ساٹھ پاکستانی ترکی سے deport کر دیے گئے' انڈونیشیا سے' پچاس ملائیشیا سے' اتنے ادھر سے۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ جتنے لوگ باہر کے دورے کرتے ہیں' میں نے ائیرپورٹس پر دیکھا کہ ہمارے جو بچے jobs کی تلاش میں ہوتے ہیں ان کو ایجنٹس لے جاتے ہیں اور وہاں پر چھوڑ دیتے ہیں اور وہ خوار ہوتے ہیں۔ جناب والا! چھ مہینوں میں اس کا جواب نہیں آیا' حل کہاں سے

نکلے گا۔ جناب والا! اس میں کون سی مشکل بات ہے۔ یہ میرے خیال میں چھ مہینے کے اخباروں میں سے نکال لیتے اگر ان کے پاس اپنی کوئی اطلاعات نہیں ہیں وہ اکٹھی ہو جاتیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی جنرل حامد نواز - FIA is under you یا separate ہے۔

Lt. Gen. (Rtd.) Hamid Nawaz Khan : They are under the Ministry of Interior.

جناب قائم مقام چیئرمین: پھر تو پکڑے جا سکتے ہیں جو بھی deport ہوتے ہیں they come at the airport and then they are picked up. تافتان میں بھی آپ کے ادارے کو لوگ مل جاتے ہیں۔

Lt. Gen. (Rtd.) Hamid Nawaz Khan: But they have to compile the data.

جناب قائم مقام چیئرمین: تھوڑا میرا خیال ہے آپ ان کو race on کرائیں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! اس کے ساتھ ایک بہت بڑا پرابلم ہے۔ وہ لوگ جو دوسرے ملکوں میں جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کل سعودی عرب کے حوالے سے خبر تھی اور ہمارا media is pointing out these things.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: امارات میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم ان کو look after نہیں کر پاتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! یہ معاملہ ایسا ہے جس پر اگر daily نہیں تو regular, weekly report ان کے پاس ہونی چاہیے جس کے لیے سینیٹ یا اسمبلی کے سوال کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر Interior Ministry کے پاس جو پاکستان کے detained افراد ہیں جو deportees ہیں ان کا flow of data نہیں ہے up dated نہیں ہے تو آپ کیا کریں

گے، تو جواب دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، صحیح بات ہے۔ انور بیگ صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, there is a standard operating procedure that the FIA has a passport cell at all airports.

جتنی بھی deportations ہوتی ہیں

they are all registered there and a report to the Ministry of Interior, I am given to understand, is sent on fortnightly basis. How does the Minister say that I have not received any information. I think, there is something to hide because there are some big political bigwigs involved in this racket and result

یہ ہے کہ آج پاکستان

I mean if you go to the European Commission in Brussels they say that your country is the biggest human smuggling racketeer

جناب قائم مقام چیئرمین، یعنی human trafficking ہو رہی ہے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Exactly

اور اس کے علاوہ the Ministry of Interior knows, they are fully aware کہ یہ کس ایریا سے پنجاب سے ہو رہا ہے۔

And who are the people involved. And I don't believe this that they have not received any reply from FIA. FIA fortnightly basis

پر ان کو reports بھیجتی ہے کہ deportation کتنی ہوئی ہے، کتنے لوگ پکڑے گئے ہیں اور what is the nature of the case. I would request you.

(مداخلت)

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I would request you, I

would request the Chair if the honourable caretaker Interior Minister may please be directed to get these details for the House tomorrow morning. There is no problem, just one phone call from the honourable Minister and we will have the details.

everything is filed up. It is all organized by the FIA نہیں ہے problem کوئی Passport Cell کوئی problem نہیں ہے۔ یہ D.G FIA کو فون ابھی کریں گے تو ایک گھنٹے کے اندر ساری faxes آجائیں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں اس میں تھوڑی وضاحت بعد میں کروں گا۔ جی' سینیٹر رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جو مسئلہ اٹھایا گیا ہے اس کے بارے میں کوئی کارروائی کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جعلی کاغذات سے ہمارے شریف آدمیوں کو باہر بھیجا جاتا ہے اور بدترین مشکلات کا شکار کیا جاتا ہے۔ یورپ کی منڈیوں کے لیے بڑے خطرناک قسم کے کاروبار کو پھیلایا جا رہا ہے یہ جو ہمارا ادارہ ہے کوئی کارروائی کرتا نہیں ہے کہ اس کو روکا کیسے جائے؟ یہ جو کاروبار کرنے والے ہیں ان پر ہاتھ ڈالنے والے کوئی تیار نہیں ہیں یہ سارے ملے ہوئے ہیں۔ کوئی انکار نہیں ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کے بغیر کسی کو دوسرے ملک بھیجا جائے۔ بھیج دیا جاتا ہے تو پھر بے سہارا چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ سینیٹر جمال لغاری صاحب۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں Interior Committee کا ایک ناچیز رکن بھی ہوں یہ تمام reports میں نے خود اپنی ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھی ہیں یہ available ہیں۔ آج کیوں مہیا نہیں کی گئیں یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر اس کا جواب دے سکتا ہے یا Interior Minister صاحب' لیکن میں نے خود پوری کی پوری reports دیکھی ہیں۔ ان ناموں کو بھی میں جانتا ہوں ان ناموں کے اوپر ہاتھ بھی رکھا گیا ہے کچھ پر ہاتھ بھی نہیں رکھا گیا اکثر پر ہاتھ رکھا گیا ہے یہ تمام کی تمام جو ناموں کی فہرست ہے یہ

Interior Ministry کے پاس available ہے۔ FIA کے پاس available ہے۔ طارق پرویز صاحب کے پاس available ہے۔ شکریہ۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I would like that the honourable Minister should come tomorrow to the House and give us the reason why Ch. Shujaat Hussain's borther and son were detained there and on what ground were they deported back to Pakistan? I would appreciate that the people of Pakistan would like to know what is the ground reality that whether there was anything false in that.

جو بھی situation ہے کہ چوہدری شجاعت کی فیملی کو ہیتھرو ائرپورٹ سے he should come back and report to the House why they were arrested and why they were deported ? I would like assurance from the honourable Minister that he should submit this report to the House tomorrow.

جناب قائم مقام چیئرمین، اگر آپ اجازت دیتے ہیں میں تو اس سلسلے میں بہت detail باریکی میں جانے لگا تھا۔ Don't become specific کیونکہ میرے ذہن میں اور بات ہے۔ میرے ذہن میں یہ ہے کہ یہ جو Interior Committee ہے it should come into operation. ایک نہیں terms of references ہے۔ اس میں Human trafficking No. 1 ہمارے convicted in countries سارے محرکات Pakistani nationals No. 2. White skin trade جو ہو رہا ہے اس کی بھی ذرا تحقیقات کریں۔ جب آتے ہیں تو پھر جائیں گہرائی تک۔ پھر ادھر بات نہیں رکتی۔ میرے خیال میں یہ جو Chairman of the Interior Committee ہیں۔ آپ فوراً کمیٹی کی میٹنگ بلوائیں اور ان چیزوں کی تفصیلات میں جائیں۔ انور بیگ صاحب کی ایک بات پر تو نہیں رکنے لگا یہ تو پھر مجموعہ چیزوں کا لایا ہے۔

Senator Muhammad Enver Baig: He was former Prime

Minister of Pakistan. His brother was a sitting MNA. His family was arrested and deported. Sir, we want a report on this.

جناب قائم مقام چیئرمین، تو وہ اسی کمیٹی میں پیش کریں گے نا۔ بہت detail میں جانا ہے آپ نے۔

Senator Muhammad Enver Baig: When such VIPs can be mishandled at international airports.

جناب قائم مقام چیئرمین، میں ادھر بات ختم نہیں کرتا طلحہ صاحب! یہ camel riders جو children ہیں ان پر بھی جائیں۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ آپ نے اپنے ملک کی عزت رکھنی ہے یا پھر ہم اپنے ملک کا کھلونا بنا رہے ہم کیا کریں گے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب مجھے بھی اجازت ہے۔ ایک منٹ ڈاکٹر صاحب۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں اس معاملے کو علیحدہ کریں گے۔ اس پر نہیں آتے۔ I am going in a broader spectrum. اس میں یہ ہے کہ as a Pakistani nation ہمارے ساتھ جو حشر نشر ہوتا ہے اس کو کیسے check کریں۔ کیوں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے؟

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، میں نے اس کے اوپر باقاعدہ meeting کی ہے ----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، میں نے طلحہ محمود صاحب کو پہلے mike دیا ہے۔ آغا صاحب میں نے طلحہ محمود کو floor دیا ہوا ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان: اس پر میں نے ایک sub committee بنائی ہے جس کے convener سردار جمال خان لغاری صاحب ہیں اور اس پر working کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ---

جناب قائم مقام چیئرمین، کتنے دنوں میں آپ رپورٹ پیش کر دیں گے۔ Next session میں اس کو لے آئیں۔ تفصیلات سب ممبران کو مل جائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ اس میں نہیں ہیں۔ جو میں نے دیا ہے اس میں آپ تفصیلات میں نہ جائیں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، میں تفصیل میں نہیں جا رہا ہوں۔ میں نے صرف تین فقروں میں بات ختم کرنی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب آپ اس کو موقع نہیں دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آغا صاحب! سینیٹر طلحہ محمود صاحب نے کہا ہے کہ ہم سارے تفصیلات میں جا رہے ہیں اور رپورٹ پیش کریں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا، آپ ان کو بات تو کرنے دیں۔ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں، بولیں۔ سینیٹر جمال لغاری صاحب۔

Senator Sardar Mohammad Jamal Khan Leghari: I am grateful to you sir for this kindness

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ بڑی important چیز ہے۔ یہ پاکستانی کی حالت جو باہر ہوتی ہے اس کا کیا کریں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، جناب چیئرمین صاحب! وضاحت کے لیے دو منٹ میں آپ سے لوں گا۔ جو allegation ہمارے انور بیگ صاحب کے ذہن میں ایک خدشہ ہے۔ اس کے بارے میں یا اس کی صفائی کے اندر صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ Commonwealth کا جو سیکرٹری ہے۔ وہ اسی issue کے اوپر باقاعدہ طور پر معذرت کر چکے ہیں جو انور بیگ صاحب نے اٹھایا ہے۔ آج وہ deport نہیں ہوئے اس کو انہوں نے واشگاف الفاظ میں وضاحت بھی کر دی ہے۔

نمبر۲۔ جہاں تک human smuggling کا تعلق ہے unfortunately کوئی نہ کوئی علاقہ پاکستان میں ایسا ہے جہاں پر یہ ایجنٹ زیادہ تعداد میں ہیں اور وہ ڈویژن گوجرانوالہ ہے۔ I think that is sufficient for me.

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں، نماز پڑھ لیں۔ ابھی question hour ختم ہو جاتا

ہے۔ اس کے بعد کر لیں گے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman!

I just like to differ on one point. Commonwealth has جو لغاری صاحب نے کہا got nothing to do with the British authorities.

Mr. Acting Chairman: Office for Foreign Affairs and Common wealth

کو وضاحت نہیں کر سکتے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, what I would again like to request that the honourable Minister for Interior, would kindly come tomorrow and make a statement on this issue. We would like to know I mean he is a VIP of a country. He would like to know what has happened.

جناب قائم مقام چیئرمین، اس کو آپ تھوڑا issue نہ بنائیں۔

Office for Foreign Affairs and Common wealth.

Senator Muhammad Enver Baig: The only man who can answer this is Interior Minister

ظاہر ہے ان کے پاس کوئی report آئی ہو گی۔

Mr. Acting Chairman: I sent the matter to the Committee.

سینیٹر محمد امجد عباس، جناب! اگر آپ Question No.62 کو دیکھیں تو اس میں FIA والوں کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ اس میں بہت سارے لوگوں پر allegations تھیں کہ they helped in human smuggling ان کے cases pending پڑے ہیں۔ جب آپ ان کو سزا نہیں دیں گے تو human smuggling چلتی ہی رہے گی۔ اس کو اس کے ساتھ club کر کے دیکھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا آتے ہیں جی۔ We come to the end of the

session نئے یہ Question Hour. All these questions are not going to lapse میں دوبارہ آئیں گے ۔ Now I will read the applications جی نثار میمن صاحب۔

Senator Nisar A. Memon: You mentioned that all these questions will be coming in the next session. I thought the Rule sir, that if an hour, questions hour, the questions have been replied and they are considered to be having been..

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Acting Chairman: Thank you for correcting me.

جن کی reply نہیں آئی they stand deferred طارق عظیم صاحب تو ادھر ہیں۔ اچھا گزشتہ اکتالیسویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، سینیٹر میر اسرار اللہ زہری ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اکتالیسویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، ہمارے caretaker Minister for مذہبی امور نے اطلاع دی ہے کہ ۲۷ فروری تا ۳ مارچ، ۲۰۰۷ تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Oil and Gas.

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ کل تک تھا نا۔ جی that must have been

---

{The question Hour is over, the unanswered questions are deferred and the remaining questions and their replies have been put off for the next session}

سینیٹر الیاس احمد بلور، اس کے لیے آپ کو inform کر دینا چاہیے تھا۔ یا کل وہ آنا چاہیے تھا۔

Mr. Acting Chairman: I think not deferred, inform

تو کر دیا ہو گا نہیں تو

I have made up my mind if they don't turn up because the winds of change are blowing we have to make our own respect ourselves you know

یہ میں نے کر لیا ہے یہ بھی اسی کو کرتے ہیں۔

سینیٹر محمد انور بیگ، ذرا heading sir پڑھیں یہ کیا لکھا ہوا ہے۔

Mr. Acting Chairman: You want to me to read it. Why you did not read it yourself?

Senator Muhammad Enver Baig: No sir.

ذرا heading lines کا پتا نہیں مجھے۔

Mr. Acting Chairman: He wants me to read it.

یہ انور بیگ صاحب سیدھا بھی مارتے ہیں اور الٹا بھی مارتے ہیں

two thousand three hundred and twenty one childs sexual abuse cases monitored in 2007.

رپورٹ کرنے والا کون ہے؟ کوئی foreign ادارہ ہے۔

Senator Muhammad Enver Baig: It's a NGO SAHIL.

جناب قائم مقام چیئرمین، پہلے تو let's verify کہ ساحل کتنے پانی میں ہے۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب! یہ task اگر محمد علی درانی صاحب کو دیا جائے تو بہتر ہے

he can make an inquiry and come back to the House sir.

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ اپنے human rights والے جو ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، جناب! میں اعتراض کرتا ہوں they have an end to it یہ جو کہنی مارتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ کہنیاں بھی مارتے ہیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: He is an honourable man, sir

اگر آپ ان کو refer کر دیں----

Mr. Acting Chairman: He has a twich in eye also. There are so many things happening with Senator Muhammad Enver Baig at this time. Now further let us start discussions on the motion moved by Mian Raza Rabbani Sahib. He skips up of the debate of the House to discuss the overall political situation in the country. Senator Abdur Rahim Mandokhel Sahib please

بسم اللہ کریں۔

Discussion on the Political Situation In The Country

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے موجودہ سیاسی صورت حال پر بحث کے لیے تحریک پر مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House please.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! آج کے حالات میں ہمارے ملک کی جو صورت حال ہے وہ حقیقت میں ایک turning point ایک defining point ہے۔ جناب والا! جو کچھ ہماری history رہی ہے اس کے بارے میں بار بار ہم نے مختصراً عرض کیا ہے کہ 1954 تک نو سال Constituent Assembly کو آئین بنانے نہیں دیا گیا اور اس کے بعد

one unit کے قیام کے بعد 1956 میں جو آئین بنایا گیا اس میں بھی 1958 کو پہلے مارشل لاء نے انتخابات کا راستہ روکا۔ یعنی اس وقت سے انتخابات ہوتے تو ہماری ملکی زندگی بہت مختلف ہوتی۔ لیکن پہلے مارشل لاء اور پھر 1958 سے جناب والا! میں عرض کروں گا کہ 1999 تک دراصل مستقل مارشل لاء ہمارے ملک میں تھا اور اس میں اگر کوئی فرق رہا' ایک یہ کہ 1970 کے الیکشن کے بعد ملک تقسیم ہوا کیونکہ مینڈیٹ کو تسلیم نہیں کیا گیا اور پھر 1973 میں جو آئین بنا وہ بھی چار سال کے اندر ہی' جناب والا! مارشل لاء لگا کر 1977 سے 1988 تک' 1988 میں جناب والا! فوجی آمریت کے زیر سایہ محترمہ بینظیر بھٹو شہید کی حکومت اور پھر نواز شریف صاحب کی حکومت اور پھر محترمہ بینظیر بھٹو شہید کی حکومت اور پھر نواز شریف صاحب کی حکومت ختم کی جب کہ انہیں 2/3 majority حاصل تھی اور پھر مارشل لاء لگایا گیا جو اب بھی' آج بھی جاری ہے

اس مارشل لاء کو جناب والا! ہم نے بہت کوشش کی 2002 کے انتخابات کے بعد پارٹیوں نے اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ اس پر desk بجاتے رہے لیکن وہ صحیح طور پر بجاتے رہے۔ وہ مزاحمت کر رہے تھے۔ مارشل لاء کو اس permanent آئین کی صورت میں وہ نہیں چھوڑ رہے تھے پارلیمنٹ کے ممبران' ملک کے عوام لیکن ایک غلطی ہوئی اور وہ یہ کہ ۱۷ویں ترمیم سے اسے ایک permanent آئین بنایا گیا۔ اس آئین میں جناب والا! جتنے بھی دیگر دعوے تھے معاشی ترقی کے وہ تو اپنی جگہ پر لیکن اسی آئین میں بھی پھر ۳ نومبر ایک ضرورت پیدا ہوئی جو پہلے سے مارشل لاء مسلط تھی اس کے بھی جناب والا! جو so called آئین تھا وہ ۱۷ویں ترمیم کا آئین تھا اس کو بھی ختم کیا گیا اور ایک Army Chief نے دستخط کر کے باقاعدہ لکھا کہ آئین کو ہم suspend کرتے ہیں اور PCO, Provisional Constitutional Order اور اس کے تحت اقدامات ہوئے اور کیا اقدامات۔

اقدامات یہ تھے کہ judiciary کو قیدی کیا گیا اور آج تک' یعنی جو بھی جس طرح کے الفاظ استعمال کرنا چاہے وہ کر سکتے ہیں۔ اٹارنی جنرل عبدالقیوم اور شریف پیرزادہ وہ کر سکتے ہیں۔ اس پر اپنی interpretation رکھ سکتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ Army Chief نے تمام آئین کو suspend کیا اور اس کے بعد Provisional Constitutional Order اور اس کے تحت Chief Justice of Supreme Court, Chief Justice Sindh, Chief Justice

working judges, کے علاوہ ان کو change کیا گیا ہے اور ان Peshawar, Pakhtoonkha
High Courts and Supreme Court اور آج تک جناب والا! صرف اس وقت جب
تمیزالدین کیس میں فیصلہ ہوا so called Justice Munir نے نظریہ ضرورت کے تحت فیصلہ
دیا۔ اس کے بعد تمام مارشل لاؤں کو judiciary نے ہمیشہ ناروا طور پر ناجائز کو جائز قرار دیا لیکن
پہلی بار جب Chief Justice نے 2007 میں Chief Justice Iftikhar Sahib نے انکار کیا
اور واضح طور پر فیصلہ دینے والا تھا کہ ایک جنرل sitting general کیا وہ صدارت کا candidate
ہو سکتا ہے؟ اس پر فیصلہ دینے والا تھا اور اس نے مارشل لاء لگایا' اصل میں یہ پوزیشن ہے تو جناب
والا! اس کے بارے میں ہم لوگ پہلے دن سے' ہم نے بارہ اکتوبر 1999 کے مارشل لاء کو بھی
مسترد کیا تھا اور اس نئے مارشل لاء کو بھی مسترد کیا ہے اور عوام نے بھی مسترد کیا ہے۔ درمیان
میں یہ انتخابات ہوئے۔ ہم APDM والے بلکہ دوسری پارٹیاں بھی سمجھتی تھیں کہ یہ غیر آئینی
انتخابات فراڈ ہیں۔ جب تک اصل اختیار عوام کو منتقل نہ ہو' transfer of power نہ ہو' انتخابات
یا دوسرے اقدامات غیر آئینی ہیں۔ جناب والا! APDM نے بائیکاٹ کیا اور اس کے حوالے سے
کیا نتیجہ نکلا یہ تو historians نے لکھنا ہے' موجودہ کالم نویسوں اور دوسرے دانشوروں نے بھی
لکھنا ہے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عوام نے جو فیصلہ اٹھارہ فروری کو دیا' قرآن مجید میں ہے' مفہوم
یہ ہے کہ جنگ بدر کے بعد پوچھا گیا کہ کیا ہوا؟ قرآن شریف میں جواب ہے "وہی ہوا جس نے
ہونا تھا وہ ہلاک ہوئے جن کی ہلاکت کی نشانیاں آ گئی تھیں' نظر آ رہی تھیں اور وہ زندہ رہے جن
کی زندگی کی نشانیاں' علامات نظر آ رہی تھیں"۔ اٹھارہ فروری کو جو کچھ ہوا' اصل میں وہ عمل ہے۔
جناب والا! ایک طرف ساری دنیا جانتی ہے کہ ہماری عوام نے بائیکاٹ کیا اور میں details میں
نہیں جاؤں گا۔ جناب والا! دنیا بھر کے میڈیا والے اس بات کے گواہ ہیں کہ ایک دو جگہ نہیں'
جناب والا! تمام ملک میں الیکشن کے وقت پولنگ اسٹیشن خالی پڑے تھے۔ یہ ہے پوزیشن یعنی وہ
مسترد ہوا۔ مارشل لاء' آمرانہ نظام مسترد کر دیا گیا اور جن چند لوگوں نے ووٹ ڈالے وہ بھی آپ
نے دیکھا۔ مارشل لاء کے حمایتی یا جنرل مشرف کے حمایتیوں کو مسترد کیا گیا' ملک میں یہ نتیجہ
ہے' عوام کی یہ رائے ہے۔ آٹھ کروڑ ووٹروں' سولہ کروڑ پاکستانیوں نے یہ فیصلہ ساری دنیا کے
سامنے کیا۔ یہ پوزیشن ہے۔ اب ہم جو پھر پارلیمنٹ میں آ رہے ہیں یعنی وہ پارٹیاں آ رہی ہیں جو

اٹھارہ فروری کے الیکشن میں کامیاب ہوئی ہیں۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے عوام نے پھر سے ایک واضح موقف لیا ہے' مارشل لامسترد کر دیا ہے' ان حکمرانوں کو مسترد کر دیا ہے' پارٹیوں کو مسترد کر دیا ہے۔ ان میں ایسی پارٹی کی بھی بات کروں گا مثلاً مذہبی پارٹیوں کے بارے میں کل ایک صاحب کہہ رہے تھے ہماری پارٹیاں ناکام نہیں ہوئیں۔ پارٹیاں ناکام ہوئی ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پانچ سال پہلے کیا تھا؟ کتنی سیٹیں تھیں؟ اب کیا ہیں اور کیوں ہیں؟ پانچ سال اقتدار میں رہے۔ میں صرف ایک نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ ایک خاص طبقہ ہے اس کے بارے میں پشتو میں ہے کہ جباس نے گھوڑوں پر زینیں کسیں تو پھر اپنے ہی خیموں پر دوڑا دیے۔ وہ جو شعر ہے کہ

ہم نے دوڑا دیے گھوڑے قلزم میں

جناب والا! اقتدار جب ملا ہے تو ہمارے لوگوں پر انتہا پسندی مسلط کی گئی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ وانا کو جلا دیا گیا' میر علی کو جلا دیا گیا' پاڑا چنار کو جلا دیا گیا' سوات کو جلا دیا گیا' درہ آدم خیل کو جلا دیا گیا' ٹانک کو جلا دیا گیا۔ ساری roads بند ہیں' آپ کی حکومت ہے۔ جب عوام کی نمائندہ پارٹی کوئی stand لیتی ہے' عوام ان کی مانتے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ پارٹیاں weak تھیں۔ جناب والا! لوگوں نے اور کام کے علاوہ ایک کام کیا' وہ یہ ہے کہ ہمارے لوگ' پشتون لوگ' ہم لوگ پاکستان میں اقتصادی' معاشی طور پر بہت پیچھے ہیں' ہماری جو تجارت پشاور شہر اور دوسرے علاقوں میں تھی' وہ ساری تجارت ختم ہوگئی' ہمارا سارا کاروبار ختم ہوا' ہماری roads بند ہوئیں۔ یہ وجہ تھی کہ دوسری باتوں کے علاوہ واضح طور پر عوام نے جو فیصلہ کیا وہ مجموعی طور پر آمریت کے خلاف کیا اور کسی شکل میں آمریت کا ساتھ دینے والوں کو بھی مسترد کیا۔ اب situation کیا ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مہربانی کریں اب جو حالات ہیں' یہ خوش آئند ہیں۔ ہم پیپلز پارٹی' مسلم لیگ (ن)' ANP اور دیگر ایسی جمہوری پارٹیوں اور لوگوں کو جن کو الیکشن میں ووٹ ملے ہیں ان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اب یہ ایک خاص point ہے' بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم لوگ اچھے طریقے سے اس موقع سے گزر جائیں اور وہ یہ ہے اور ہم ایک طرف امید کرتے ہیں کہ وہ پارٹیاں' ان کو جو مینڈیٹ دیا' عوام نے جو پیغام دیا' وہ پارٹیاں اس پیغام پر عمل کریں۔

جناب والا! ملک میں جمہوریت قائم کرنی ہے اور جمہوریت کے معنی ہیں کہ پارلیمنٹ کی

supremacy. جمہوریت کے معنی ہیں فوجی آمریت، فوج کا اور ایجنسیوں اداروں کا سیاسی اقتدار میں ہر قسم کا role ختم کرنا۔ جناب والا! ان سب چیزوں کے علاوہ جو بنیادی چیز سامنے ہے، وہ عدلیہ کی بحالی ہے۔ یہاں عدلیہ کی بحالی کو لوگ اِدھر اُدھر کر دیتے ہیں۔ اس وقت عدلیہ کی آزادی اور ملک میں جمہوریت linked ہے۔ اس کا key word یہ ہے کہ کیا وہ عدلیہ جو تین نومبر کو سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے جج تھے اور جن کو نکالا گیا اور جن کو ابھی تک نظر بند رکھا گیا ہے، وہ واپس بحال ہوتے ہیں یا نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں واضح طور پر آئینی طور پر ہمارے محترم دوست جمہوری وکیل، اٹارنی جنرل عبدالقیوم سے بحث کرتے رہے لیکن ہم سیاسی بات کر رہے ہیں۔ سیاسی طور پر اس دن تین نومبر کو جو کام ہوا ہے، وہ خیانت ہے۔ اگر آئینی طور پر دیکھا جائے آرٹیکل چھ کے لحاظ سے تو high treason ہے۔ اس دن تین نومبر کو سپریم کورٹ نے اس کے بارے میں judgement بھی دی ہے، اس کے بعد جو کچھ ہوا ہے، جو اقدامات ہوئے ہیں وہ غیر آئینی ہیں، اصل پوزیشن یہ ہے۔ اب اس صورتحال کو صحیح کرنا ہے یعنی عدلیہ کی بحالی۔ میں reinstate کا لفظ بھی استعمال نہیں کرتا ہوں، restoration یعنی اس judiciary کی بحالی۔ اگر ایک قدم جمہوریت کی طرف بڑھنا ہے تو یہ دروازہ کھولنا ہے، جب تک آپ یہ دروازہ نہیں کھولیں گے، جمہوریت کے دروازے آپ نہیں کھول سکتے۔ اس سلسلے میں پارٹیوں کی بہت ذمہ داری ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے صحیح طریقے استعمال کریں لیکن میں ایک بات عرض کروں گا کہ یہ آئینی مسئلہ نہیں ہے، آئینی طور پر وہ ختم ہے، آئینی طور پر وہ judiciary ہے، آج بھی جو جیل میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ judiciary ہے۔ آئینی طور پر یہ پوزیشن ہے۔ ہاں اگر کوئی procedural چیز ہو تو پارلیمنٹ ایسا طریقہ نکالے کہ وہ procedure استعمال کرے اور judiciary بحال ہو اگر آپ نے ایک قدم بڑھنا ہے تو یہ دروازہ کھولنا ہے، جب تک آپ یہ دروازہ نہیں کھولیں گے تو جمہوریت کے دروازے آپ نہیں کھول سکتے، یہ ہے پوزیشن۔ اس کے لیے پارٹیوں کی بڑی ذمہ داری ہے، یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے صحیح طریقے استعمال کریں۔ میں اس میں ایک بات عرض کروں گا کہ یہ آئینی مسئلہ نہیں ہے، آئینی طور پر ختم، آئینی طور پر وہ judiciary ہے، آج بھی جو جیل میں بیٹھے ہیں وہ judiciary کے ہیں، آئینی طور پر یہ پوزیشن ہے۔ ہاں اگر کوئی procedural چیز ہو تو پارلیمنٹ کوئی ایسا طریقہ نکالے کہ وہ

procedure استعمال کرے اور judiciary بحال ہو۔ آئینی طور پر جو پارلیمنٹ کی supremacy ہے، فوج کے اقتدار سے Security Council, 58(2)(B) 'دوسرے جو اقدامات ہیں وہ کہتے ہیں کہ جی PCO کے بعد Revocation of the Proclamation of Emergency Order وہ جب آیا تو ہم نے constitution بحال کیا۔ نہیں، یہاں پر مکمل constitution ہے۔ جناب والا! ان کے جو اقدامات ہیں، انہوں نے protection دیا ہے۔ یہ تمام چیزیں غیر آئینی ہیں، اس کے لیے ہم پارٹیوں سے یہ request کریں گے کہ آپ مہربانی کریں۔ آج جو منتخب پارٹیوں نے meeting کی ہے اس سے ہم اس حوالے سے encourage ہوئے ہیں، وہ ایک سیاسی اتحاد کریں۔ اس حوالے سے ہم گورنمنٹ کے ساتھیوں سے یہ کہتے ہیں کہ اب عوام نے فیصلہ دے دیا ہے، ان مسئلوں میں آپ نہ پڑیں، اس میں کوشش کریں کہ تمام پارٹیاں مل کر آسانی سے راستے کی رکاوٹیں اٹھا دیں اور فوج مکمل طور پر constitutional democracy سے دستبردار ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، عبدالرحیم صاحب! میں آپ کو بالکل روکنا نہیں چاہتا لیکن آج speakers زیادہ ہیں اس لیے ذرا خیال کیجیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، بڑی مہربانی۔ امن و امان کا مسئلہ ہے، اس سے متعلق ہے معاشی مسئلہ۔ یہ جو ہمارا حکومتی نظام ہے، آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں آٹے کی کیا پوزیشن ہے۔ آج بھی آپ اخبارات میں تصویر دیکھ سکتے ہیں کہ خواتین ایسے نظر آ رہی ہیں جیسے کہ پولنگ سٹیشن پر کھڑی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ کے لحاظ سے پولنگ سٹیشن پر خواتین کم جاتی ہیں اور آٹا لینے زیادہ جا رہی ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، میں یہی کہہ رہا ہوں۔ گیس، بجلی اور دوسری ضروریات زندگی ہیں۔ یہاں جو وزیراعظم ہوا کرتے تھے 'باہر تھے اور پتا نہیں وہاں سے لائے گئے تھے، وہ باہر آئے تھے اور وہ چھپ کر باہر گئے ہیں۔ آج اس کی شکل کا آدمی آبپارہ میں کسی کو ملے تو عوام اس کو چپلوں سے مارے۔

(قہقہے)

واقعتاً اس کی یہ پوزیشن ہے۔ عوام نے جو فیصلہ دیا ہے اس کا انہیں احترام کرنا چاہیے۔ جناب والا! امن و امان کے بارے میں' میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے دوست مختلف موضوعات پر سینیٹ میں بڑا زور دیتے ہیں لیکن جب امن و امان کا مسئلہ آیا' انتہاپسندی کا مسئلہ آیا' دہشت گردی کا مسئلہ آیا تو کوئی بات نہیں کی گئی۔ صاف بات ہے کہ دہشت گردی کا مسئلہ آنے والی حکومت کے لیے بڑا اہم ہے' انتہاپسندی کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ دنیا کو چھوڑیں' یورپ والے' امریکہ والے' کوئی اور کیا کہتے ہیں' ہمیں معلوم ہے اور پاکستان کا ہر آدمی جانتا ہے کہ یہاں تربیت گاہیں ہیں' پناہ گاہیں ہیں' یہ آج جو بہانا بنا لیتے ہیں کہ بڑا سخت ردعمل ہے' ہم نے وہاں امریکہ سے لڑنا ہے یا فلاں ہے' وہ اپنی جگہ پر' ہمارا مکمل اختلاف ہو گا' اس دن جنرل سرجن کو لوگوں نے مارا' اس میں انہوں نے کہا امریکہ مردہ باد۔ مارو اپنے لوگوں کو' کتنے explosions ہوئے ہیں' پشاور میں بے گناہ لوگ عید کے دن نماز میں رکوع میں تھے مارے گئے' چارسدہ میں مر رہے ہیں' شب قدر میں مر رہے ہیں۔ راولپنڈی میں explosions ہوئے' لاہور میں ہوئے' کیا بہانا ہے۔ کوئی شخص اگر سیاسی طور پر' ہمارے خارجی تعلقات ہیں' ہمارے اختلافات ہیں' ہم ملکوں سے بات کر رہے ہیں کہ آپ لوگ مداخلت نہ کریں لیکن کیا ہم خود اپنے بچوں کو نہیں مار رہے۔ انڈس ہائی وے پر سے باقاعدہ containers کا مال لے جاتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ پشاور میں حساب لگائیں اس وقت اس موقع پر کتنے لوگ اغواء شدہ بیٹھے ہیں۔ فوج بھی ہے' FC بھی ہے' پولیس بھی ہے لیکن بالکل اغواء ہے' کوئی انسان عام زندگی کے لیے گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ صورتحال ہے۔

اس صورتحال میں جناب والا! ہم یہ عرض کریں گے کہ جرگہ اور بات چیت ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ کوئی چیز یہاں پناہ دے' پناہ گاہ اور تربیت گاہوں اور لوگوں کو قتل کرے اور explosions کرے' ان کا صفایا کرنا چاہیے۔ ان کی بڑی پالیسی ہے کہ پشتنوں کے پاس مہمان آتے ہیں اور وہ ان کو پالتے ہیں' ہم مہمان کو پالتے ہیں لیکن اپنے گھر کو لوٹنے والے مہمان کو ہم پسند نہیں کرتے۔ مہمان آئے ہیں اور مہمان تربیت حاصل کر رہے ہیں اور پتا نہیں مختلف علاقوں میں کیا کر رہے ہیں۔ یہ جو ابھی چوہدری شجاعت صاحب کے بھائی کا case آیا

ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، عبدالرحیم صاحب! مختصر کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ایک بات یہ ہے کہ کیا بات تھی کہ بارسلونا میں باقاعدہ ہمارے ملک کے لوگوں کو پکڑا گیا اور ان پر الزام تھا کہ وہ وہاں لوگوں کو ماریں گے۔ وہ پاکستانی تھے، گوجرانوالہ کے تھے۔ عرض یہ ہے آنی والی حکومت کو میری request ہے کہ وہ ان مسائل کو پارلیمنٹ میں لی جائیں اور اس حوالے سے sanction لیں، جو بھی تربیت گاہیں ہیں ان کا باقاعدہ خاتمہ کریں۔ ملک میں rule of law لائیں، یعنی ابھی ایک فیصلہ ہے، اپنے ہاتھ میں چاقو ہے، اپنے ہاتھ میں مشین ہے اور ہم جاتے ہیں، اپنا فیصلہ سیاسی ہو یا مذہبی ہو۔ یہ فرقہ واریت اسی کا حصہ ہے، ہماری بات مانو ورنہ ہم تمہیں گولی سے ماریں گے، ہمارا فرقہ مانو ورنہ ہم تمہیں گولی سے ماریں گے۔ قرم ایجنسی میں کیا ہو رہا ہے، باڑہ میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ باتیں باقاعدہ ختم ہونی چاہییں۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں ساتھیوں سے request کروں گا کہ جمہوریت کے قیام کے حوالے سے، دہشت گردی کے خاتمے اور امن و امان کے مسئلہ پر سب facilitate کریں۔ بڑی مہربانی جناب۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Senator Tahir Mushhadi.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, first of all I take this opportunity on behalf of Mr. Altaf Hussain, all members of the Muttahida Qaumi Movement Rabta Committee and all members of my party to heartily congratulate everyone who has been elected in the last elections. Five parties have emerged as the front runners. We have the honour of emerging as the fourth largest party. MQM got the maximum number of votes in our short history. We have received a very heavy mandate. Not only have we won more seats than ever before but votes cast in our favour by a very educated, alert, middle

class , lower middle class population have almost doubled . While we respect the mandate given to all the political parties , we expect that our mandate will also be respected.

(اس موقع پر جناب پریذائیڈنگ آفیسر (سینیٹر میاں امجد عباس) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Senator Col . (Retd .) Syed Tahir Hussain Mashhadi: The over all scenario is very clear Mr . Chairman! Pakistan People's Party and Pakistan Muslim League (Q) have emerged as national parties from this election . They have been elected from all 4 provinces . Of course there is a vast gap between Pakistan People's Party and Pakistan Muslim League (Q) , it has to be accepted , they have suffered a very heavy defeat . It has to be accepted , but they do represent the Federation . Three parties have emerged very very strongly in their own areas . The first of course which is very heartening for Pakistan , for the future of Pakistan is the Awami National Party in the North West Frontier Province . They have vindicated the long recognized stand that the Pukhtoons of Pakistan are liberal , peaceful and democratic people . The heavy mandate that this has received is a manifestation of the support that it enjoys and the contribution that it is expected to make and meet the peoples' expectations in this political party in the real sense of the word..

The other party which has emerged very strongly in the province of Punjab is of course Pakistan Muslim League (N) . It has shown remarkable results in Northern and Central Punjab and it has won a few seats in the connected areas of Hazara and its mandate has to be

respected like-wise. The Muttahida Qaumi Movement of course has emerged victorious in Southern Sindh. While sitting in the Opposition we offer our fullest and heartiest support to the democratic forces which have been elected and which have the right to form the government. We will support them in all their endeavours, if they work for betterment of the masses, if they work for the amelioration of the pitiable condition of the poor, the meek and the humble people of Pakistan. If they work for the betterment of the labourers, the *'haris'* and the wretched but if they deviate from their promises then democratically, we will oppose them and we will oppose them in the assemblies in the proper democratic method. But they will be granted a very good environment to govern with confidence and without let or hindrance. As you mentioned earlier Mr. Chairman, there is a wind of change and the wind of change has to be considered by the future rulers. The first change is of course the strong anti-fundamentalist and anti-terrorist message which has been given by the people. These senseless, barbaric suicide bombings must cease and the new government must take on this problem with all its might. These terrorists have to be crushed, only then can Pakistan develop and only then can the people of Pakistan live with honour, dignity and safety in their homes. These fiendish monstrous people, they are just bloodthirsty people. Take the assassination, the unwarranted, absolutely un-necessary and tragic assassination of Mohtarma Benazir Bhutto Shaheed Sahiba. These were bloodthirsty friends who perpetuated such a heinous act and the party and the family members have every right to get the case

investigated as they deem fit. It is a basic right of every individual in a democratic state to get satisfaction from the investigationand we will fully support whatever steps they take to have this heinous murder investigated.

A heavy mandate has been given to address the burning issues which are a course of grave concern to the nation. The burning issues need hardly any description. Rising prices, the ever rising spiral prices of consumer items, they have to be checked and they cannot be checked by government action alone, it will require the active participation of masses, the hoarders, the blackmailers, the black marketeers must be brought to the book irrespective of the poltical clout or the position, the elite position that they have been enjoying in the society, only then can the poor people manage to make both ends meet and live above the poverty line.

Then there is the question of injustice, lack of health and educational facilities and we have to wage a war against poverty and hunger then is the eradication of social evils which have been allowed to creep into our society and which are now accepted as part and parcel. In fact institutionalized corruption has entered into our way of life. Then there is nepotism, favouritism and of course the curse of influence. Merit has been thrown to the winds. We hope that the new government will address these problems alongwith its fight against extremism. A lot of hue and cry is being made and a controversial subject has been given precedence. Muttahida Qaumi Movement's stand on the judiciary has been clear, precise and concise from day one. We do not believe in

politicization of judiciary. We do not feel that the replacing one set of PCO judges with another set of PCO judges can give you independence of judiciary. We believe in the actual independence of judiciary. Judiciary must be granted independence. The new government must address the situation. The mode of selection of the judges needs to be drastically changed. Let the judges be appointed by the supreme authority of Parliament and once they are appointed, give them complete fiscal and administrative independence. Only then we will have independence of judiciary.

Then of course the most important subject of all which is very close to the hearts of the people who have elected us and that is the granting of the provincial autonomy. The time for rhetoric has gone and the time for action has come. Even restoration of provincial autonomy as envisaged in the 1973 Constitution is too little, too late. Complete provincial autonomy has to be granted to the provinces. This provincial autonomy has to be fiscal, administrative and political. Let the provinces be return their power. Let the provinces be returned their powers as was promised and envisaged in 1940 and in 1947. The provinces must have the financial power and the political will to contribute and make this nation strong. Let there be active participation of the masses of all four provinces and all the different nationalities who constitute this great land of ours. Let them be given a share in the governance, let them be active participants in the governance of this country.

The issue of provincial autonomy can no longer be set aside or

pushed under the rug. It must be granted and it must be given as quickly as possible. It must be one of the top items of the agenda of the coming government. For which we will offer them full support. We oppose Military operations against own people; MQM's stand has been very clear and simple on this matter. Even while in the government we have always opposed military operation against our own people. Military operation in Balochistan has been opposed by us in every meeting in the Senate, in the National Assembly and in the provincial assemblies and we are on record of that. I once again call upon the government even the caretaker government for whatever number of days it is still in power to stop the operation against our own people in Balochistan. They must be given their due rights, talk to them. Negotiation and dialogue must replace the bullet and that is the only way you will get a stronger and a more united Pakistan.

Fresh impetus in the economic order is required clearly the economic policies of the past have failed. The trickle down efffect has not reached the people and the people of Pakistan have reacted and they have shown displeasure over the economic policies. Economic policies followed by the new government will be closely watched by the people and relief to the people of Pakistan, to the over burdened people of Pakistan, to the poors, the meek and suffering people of Pakistan is long over due and we expect the new government to take measures to provide that to them for which they will have our full support. Then we must have to address the social and cultural issues. The question of empowerment of

women, women rights and rights of children and the environment, these all are very important problems for our coming generations and these problems have to be looked into and solved by the coming government.

We respect the right of the parties which have won a majority to form the govenment and we will support them in whatever they do for the betterment of the poor, the meek and suffering masses of Pakistan. Pakistan must go on the right course. We can not afford to go back into the dark ages. Let us all strive together and MQM will work closely and in close association with all other elected representatives of Pakistan. We are part and parcel of this great spectacle which Pakistan is going to experience in the coming years. Let us have complete democracy in this country. Let us have justice, let us have fairness and let us for once forget our personal egos, our personal recriminations. We have to be very careful Mr. Chairman, we are not used to fair elections. The last time we had fair elections, we lost half of Pakistan, because the poeple were not understanding enough to able to utilize these elections. Let us not waste this opportunity, let us not let the death of Benazir Bhutto Shaheed wasted. Let us learn a lesson from history. Let us not indulge in mud slinging against each other. Pakistan needs peace for prosperity. Let us move towards the liberal, democratic, progressive and modern Pakistan as envisaged by the Quaid-e-Azam. Thank you Sir.

Mr. Presiding Offier: Thank you Mashhadi Sahib. Yes Liaquat Bangulzai Sahib.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، اس House میں ایک قرارداد 2006 میں pass ہوئی تھی، جب ہمارے کچھ معزز اراکین سینیٹ ریٹائر ہوئے تھے، تو اس قرارداد میں یہ بات mention کی گئی تھی کہ ان سینیٹرز کو after retirement ایک تو blue passport کا اجراء کیا جائے گا۔ ان کو VIP Cards بدستور استعمال کرنے کی اجازت ہو گی۔ اس کے ساتھ وہ Federal Lodges وغیرہ کا استعمال بھی کر سکیں گے، جیسا کہ sitting Senators کو اجازت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ علاج معالجے کی سہولت بھی ہو گی۔ تو میں چاہتا ہوں کہ اس معاملے پر آپ دوبارہ غور فرمالیں کیونکہ اسی سینیٹ کے ذریعے یہ قرارداد pass ہوئی تھی۔

Mr. Presiding Officer: Bhinder Sahib, would you please take it up because this was the resolution passed.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، بہت اچھا جناب! اس کو take up کر لیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Bilour Sahib, you want to go first.

سینیٹر الیاس احمد بلور، شکریہ جناب چیئرمین صاحب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے 18th February کا الیکشن جو تھا اس میں اللہ نے ہم پر اتنا احسان کیا کہ establishment نے کوئی زیادہ involvement نہیں کی اور لوگوں نے صحیح طریقے سے ووٹ دیے اور ایک ایسا mandate دیا which is completely a referendum against the previous government اور وہ ایسا referendum ہے جس میں previous government کی جتنی بھی غلطیاں تھیں سب عوام کو پتا تھا اور ان غلطیوں پر بھی آگے میں آؤں گا-----

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned for *Maghrib* prayers and we will reconvene at 6:30 P.M.

[Then the House was adjourned for Maghrib prayers]

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب قائم مقام چیئرمین (میر جان محمد خان جمالی) دوبارہ شروع ہوئی)

Mr. Acting Chairman: Senator Ilyas Bilour, please continue with your speech.

سینیٹر الیاس احمد بلور: بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم- میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو 18 فروری کا الیکشن تھا

this is a kind of referendum and you know, it has proved that the previous government has done such a big blunder against that this referendum has come out. And almost all the ministers have been defeated very badly.

اور میں جناب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے الیکشن لڑا اور الیکشن جیتا- اس دوران ہمارے دو نعرے تھے- "اخپلا خورہ' اخپل اختیار" اپنی مٹی پر اپنا اختیار' provincial autonomy اور امن- تیسرا کوئی نعرہ نہیں تھا- ہمارے پختونوں نے اس چیز کے اوپر ہماری پارٹی کو ووٹ دیے اور یہ ثابت کیا کہ پختون terrorist نہیں ہیں- سب پختون terrorist نہیں ہیں اور سب پختون طالب بھی نہیں ہیں- اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ طالبان بھی ہمارے بھائی ہیں' ان میں پختون بھی ہیں- لیکن آج میں پیپلز پارٹی اورمسلم لیگ (ن) کو بھی مبارکباد دیتا ہوں اور ایم کیو ایم کے دوستوں کو بھی مبارکباد دیتا ہوں- میں یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں' ہمارے بھائی مشہدی صاحب نے ٹھیک کہا ہے' دو پارٹیوں نے سب صوبوں میں الیکشن جیتا' الحمد للہ عوامی نیشنل پارٹی نے بھی بلوچستان اور سندھ میں الیکشن جیتا' سندھ میں تو بڑے مشکل حالات میں صوبائی اسمبلی کی دو سیٹیں حاصل کیں- مشکل حالات اس لیے تھے کہ جس طریقے سے وہاں' اس میں کوئی شک نہیں کہ establishment نے اس میں کچھ بھی نہیں کیا لیکن لوکل گورنمنٹ' گورنر

اور پولیس نے جو دھاندلی چند علاقوں میں کی ہے اس کی وجہ سے اس الیکشن کو totally fair and free election نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے صوبے میں بھی مقامی حکومت نے مسلم لیگ (ق) کے صدر صاحب کو شانگلہ کی سیٹ پر جتوایا اور جس طریقے سے شانگلہ میں سیٹ جیتی گئی ہے وہ ہمیں پتا ہے۔ وہ پشاور سے بھی کھڑے تھے' مجھے بڑی خوشی ہے کہ انہوں نے پشاور میں این اے چار پر اربوں روپے خرچ کیے لیکن وہ تیسری پوزیشن پر آئے لیکن اچھا ہوا کہ کم از کم پشاور کا وہ پسماندہ علاقہ تھوڑا سا اچھا ہوگیا' ہمیں اس پر خوشی ہے۔ ہم نے صرف اپنے منشور پر الیکشن لڑا اور انشاء اللہ ہم اپنا اختیار پورے طریقے سے لینے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک الیکشن کمیشن کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ الیکشن کمیشن بالکل واضح طور independent نہیں تھا اور میں اس کی یہاں مثال دیتا ہوں کہ جس طرح انڈیا میں کسی ریٹائرڈ جج کو الیکشن کمشنر نہیں بنایا جاتا' وہاں senior bureaucrat کو جو اے سی لیول سے شروع ہوتا ہے اور چیف سیکریٹری یا سیکریٹری بنتا ہے اس کو الیکشن کمشنر بنایا جاتا ہے کیونکہ اس کو ہر گاؤں اور reality کا پتا ہوتا ہے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ الیکشن کمیشن اپنا سٹاف بھی پورا کرے اور انڈیا ہمارے سامنے ایک مثال ہے جس کو shining India کہا جاتا تھا' اس shining India کے جو لیڈر تھے' اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے انڈیا کی ترقی میں بڑا کام کیا تھا لیکن قوم نے ان کو مسترد کر دیا انہوں نے چھ مہینے پہلے الیکشن کروایا اور ان کا خیال یہ تھا کہ وہ الیکشن جیتیں گے لیکن جب وہ الیکشن ہارے تو انہوں نے اسی وقت اس کو قبول کیا اور same day, they went and resigned. وہاں نگران حکومت کا رواج نہیں ہے وہاں sitting government election کراتی ہے اور sitting government election اس لیے کراتی ہے کہ اس کا الیکشن کمیشن اتنا ہی طاقتور ہے اور وہاں عدلیہ اتنی طاقتور ہے کہ نرسمہا راؤ صاحب عدالت میں مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوئے تھے' آپ کے ہاں کوئی وزیر صاحب بھی کہیں کسی جگہ پر جا کر پیش نہیں ہو سکتے کیونکہ یہاں کی عدلیہ اس طریقے سے تھی۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خان عبدالولی خان کے وقت سے لے کر آج تک' باچا خان کے وقت سے لے کر آج تک ہمارا ایک ہی موقف رہا ہے اور آزاد میڈیا' پریس اور independent judiciary ہمارے منشور کا حصہ ہے' ہم اس کے ساتھ ہیں' ہم اس کو کبھی نہیں بھلا سکتے اور ہم سمجھتے ہیں کہ independence of judiciary ہونا بہت ضروری ہے اس

کے بغیر ملک نہیں چل سکتا۔

جناب والا! میں ان سیاسی جماعتوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا۔ انہوں نے اپنے ذہن کے مطابق الیکشن کا بائیکاٹ کیا' ان کی اپنی سوچ تھی لیکن ہم نے الیکشن میں اس لیے حصہ لیا کہ 1985 کی طرح ہم دوبارہ wash out نہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں وہاں clean majority ملی' largest party کی حیثیت سے ہم emerge ہوئے اور اس وقت دو دوسرے صوبوں میں بھی ہمیں سیٹیں ملیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے فضل سے ہمارا تینوں پارٹیوں پیپلز پارٹی' مسلم لیگ (ن) اور عوامی نیشنل پارٹی کا اتحاد ہوا ہے۔ انشاء اللہ ہم اپنے منشور کے ساتھ آگے جائیں گے اور اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے ' میں یہاں یہ بات واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے بلوچستان کے ایک ساتھی کو بلوچستان کا درد آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب نواب اکبر خان بگٹی کو قتل کیا گیا اور آرمی ایکشن کے ذریعے قتل کیا گیا' وہ اپنی نوابی چھوڑ کر کوہلو کی ایک غار میں جا کر چھپے ہوئے تھے' ان کو detect کر لیا اور ان کو وہاں سے نکال لیا گیا تو جیسے مندوخیل صاحب نے کہا کہ آپ یہاں بھی کیمپ بند کریں' آپ کے سارے لوگ آپ کے پروردہ ہیں' ہمارے صوبے کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارے وزیرستان کو تباہ کر دیا گیا ہے' شمالی' جنوبی وزیرستان دونوں کو تباہ کر دیا گیا ہے اور یہ سب جو کچھ ہو رہا ہے یہ سسٹم نے تباہ کیا ہے۔ جناب والا! میں آپ کو بتاؤں کہ یہ سسٹم جو سترھویں آئینی ترمیم میں پاس کر دیا گیا ہے' اس کو ہم definitely cut down کریں گے' جو برطانوی حکمران کمشنر' ڈپٹی کمشنر ' اے سی وغیرہ بنا کر گئے تھے ' پولیٹیکل ایجنٹ جو ہوتے تھے' پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس power ہوتی تھی۔ یہ ناظم جو بنا دیا گیا ہے' کس کے پاس پاور ہے؟ ایک ڈی سی او کے پاس پاور ہے؟ ناظم کے پاس پاور ہے۔ کیا پاور ہے ناظم کے پاس کہ ناظم دفعہ 144 بھی لگا سکتا ہے۔ پشاور میں ' ضلعی ناظم نے مجھے خود کہا ہے کہ جے یو آئی کے ایک سابقہ وزیر صاحب کے لیے ناظم صاحب گھر گھر پھرے ہیں اور اس نے کہا ہے کہ ہاں! میں اسے support کر رہا ہوں۔ تو جب تک سسٹم ٹھیک نہیں کیا جائے گا' اس وقت تک یہ چیزیں ٹھیک نہیں ہوسکتیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ

army action in Balochistan should immediately be stopped اختر مینگل اور جتنے بھی دوسرے قیدی ہیں' ہمارے دوست ہیں' ساتھی ہیں ان کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ اگر ان کے خلاف کوئی ثبوت ہے تو ان پر مقدمہ چلایا جائے' ضمانت دی جائے وہ اس مٹی کے رہنے والے ہیں' بلوچستان کے رہنے والے ہیں' کہیں باہر سے نہیں آئے' جو مٹی سے پیدا ہوتا ہے وہ مٹی کے خلاف کبھی بھی نہیں ہوتا' مٹی اس کی ماں ہوتی ہے۔ اپنی مٹی کی مخالفت کوئی بھی نہیں کرتا۔ جو باہر سے آ کر یہاں ٹھہرتے رہے ہیں' آ گئے ہیں' پاکستانی بن گئے ہیں الحمد للہ ان لوگوں نے ان کے خلاف ایکشن کیا اور اپنی مٹی کے لوگوں کو اٹھا کر جیلوں میں بغیر کسی مقدمے اور کسی چیز کے ڈال دیا اور بگٹی صاحب کی شہادت پر الحمدللہ جو میں نے تقریر کی تھی' میرے دوسرے بہت سے بھائیوں نے بھی تقاریر کی تھیں اور جو دوست دوسری طرف بیٹھے ہوئے تھے وہ اسے defend کررہے تھے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی جائز بات تھی' یہ بالکل ناجائز تھا اور بہت بڑا ظلم ہوا تھا حالانکہ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اکبر بگٹی صاحب کبھی ہماری پارٹی میں نہیں رہے بلکہ ہمیشہ ہماری پارٹی کی مخالفت کرتے رہے لیکن اس کے باوجود وہ ایک سیاسی لیڈر تھے' ایک entity تھی اس کو اس طریقے سے ختم نہیں کرنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین! میں یہاں بجلی کی royalty کے بارے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب نے بھی royalty کی بات کی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں ایک ٹریبونل بنا تھا اور اس میں ہمارے سواتی صاحب بھی ممبر تھے' اس ٹریبونل نے جو فیصلہ کیا اس کے خلاف واپڈا سپریم کورٹ میں چلا گیا۔ حالانکہ یہ ٹریبونل consensus کے لیے بنایا گیا کہ consensus کرکے royalty مقرر کی جائے اور اس ہمارے پختونخواہ کا ایک جرگہ بنا تھا جس میں پروفیسر خورشید احمد صاحب چیئرمین تھے اور میں اس میں ممبر تھا ۔ انہوں نے ہر پارٹی کے آدمی کو ممبر لیا ہوا تھا تو اس جرگے میں بھی یہی باتیں ہوئی تھیں پھر اس کے بعد یہ ٹریبونل بنایا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم 1973 کے آئین کے تحت فی الحال اپنے سارے حقوق لینا چاہتے ہیں اور ہم Concurrent List immediately ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری سابقہ حکومت نے جو غلطیاں کی ہیں ان میں سب سے بڑی غلطی یہ بھی ہے کہ انہوں نے کہا کہ صوبائی خودمختاری کے لیے ایک کمیٹی بنا دی گئی۔ اس کمیٹی کا کیا حشر ہوا؟ Concurrent List کے

لیے کمیٹی بنا دی گئی ہے' Concurrent List سے ہمیں کیا دے رہے ہیں' نکاح نامہ آپ کا فلاں یہ ہوگا' فلاں یہ ہوگا۔ ایسی ایسی irrelevant سی چیزیں ہمیں دے دی گئیں۔ جو actually Concurrent List ہے' آپ Concurrent List completely انہی کو دیں اور صوبائی خودمختاری دیں۔ اگر وہ نہیں دیتے تو صوبائی خودمختاری نہیں ہو سکتی۔ Concurrent List as it is provincial autonomy کا ایک حصہ ہے اور 1973 کے آئین کا حصہ ہے وہ ہمیں دس سال کے بعد ملنی تھی لیکن وہ بھی فوجیوں کے بوٹوں کے نیچے دبی رہی۔ 1973 سے لے کر آج تک اس کو 35 سال گزر چکے ہیں اور وہ ہمیں آج تک نہیں ملی۔ سب سے پہلے ہم Concurrent List اپنے پاس لے کر جائیں گے definitely دوسرا ہمارا ایک اور مطالبہ تھا کہ ہم پارلیمنٹ کو supreme Parliament بنانا چاہتے ہیں کہ Parliament should be supreme. Parliament means both the Houses. Parliament supreme تب ہی ہوگی جب ہم سب بھائی' جتنے بھی دوست بیٹھے ہوئے ہیں' جو جمہوری قوت ہیں' ان کو چاہیے کہ موجودہ set up, موجودہ قانون' موجودہ جو پارٹیاں آئی ہیں ان کے mandate کا احترام کریں اور پارلیمنٹ کو supreme بنانے کے لیے ان کا ساتھ دیں۔

جب بجلی کی بات آتی ہے تو مجھے یاد آتے ہیں خان عبدالغفار خان مرحوم' جنہیں ہم باچہ خان کہتے ہیں۔ جب one unit بن رہا تھا تو سب سے پہلے آواز انہوں نے اٹھائی اور وہ جیل میں گئے کہ ہم one unit نہیں مانتے اور ہمارے پانچ ہزار کارکن قیدی ہوئے اس تحریک میں۔ اس وقت ہمارے پختون خواہ کی آبادی اتنی نہیں تھی اور اس وقت ہمارے پختون خواہ کے پانچ ہزار کارکن جیلوں میں گئے۔ اس میں یہاں تک ہوا کہ جن لوگوں کو پتا بھی نہیں تھا کہ one unit کیا ہوتا ہے' ان سے جب ملٹری کورٹ پوچھتی تھی کہ تم کیا نہیں مانتے تو انہوں نے کہا کہ جو باچہ خان کہتے ہیں میں وہ مانتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا نہیں مانتے ہو؟ (پشتو) ان کو unit کا نام ہی آتا تھا اور ہم نے 17 جنازے جیل سے نکالے۔ ہم نے اتنی قربانیاں دی ہیں provincial autonomy کے لیے۔ ہم نے ہر دور میں قربانی دی ہے۔ میں خود جیلوں میں گیا ہوں۔ میں لاہور قلعے میں گیا ہوں' مجھے الٹا لٹکایا گیا ہے' مارا گیا ہے' سب کچھ کیا گیا ہے لیکن ہم اپنے اصولوں سے کبھی بھی نہیں ہٹے۔ جیسے ہمارے لیڈر اسفندیار ولی خان نے اپنی تقریر میں

ایک بڑی خوبصورت بات کی لیکن میں اس کو یہاں دہرانا نہیں چاہتا' وہ کل press میں آ جائے گی۔

جناب والا! میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں' گزارش کرنا چاہتا ہوں' اس کے بعد میں پھر economy پر آؤں گا۔ کل ہمارے خالد سومرو صاحب نے بڑی پیاری باتیں کیں اور انہوں نے دو' تین باتیں ایسی کیں جن پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں' اگر وہ ہوتے تو بڑی اچھی بات تھی۔ انہوں نے یہ کہا کہ دینی قوتوں کو reject نہیں کیا گیا اور پھر ساتھ ہی انہوں نے یہ فرمایا کہ میں آنے والی حکومت کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کی انہوں نے مثالیں دیں کہ ان کو ان پر چلنا چاہیے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ پانچ سال آپ کی حکومت رہی ہے۔ جنرل مشرف صاحب کو میں ایک بات پر appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے پانچ سال ان کو وہاں حکومت کرنے دی ہے۔ انہوں نے وہاں پانچ سال حکومت کی ہے۔ ان پانچ سالوں میں انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کون سی روایت کے مطابق عمل کیا ہے سوائے اس کے کہ billboard توڑے گئے۔ باقی تفصیل میں' میں نہیں جانا چاہتا لیکن وہ پانچ سال کی جو ان کی متواتر حکومت تھی' پختون خواہ کے عوام نے reject کردی۔

اس دفعہ مسلم لیگ (ق) کے لوگوں نے خود کہا کہ جی ہم سے زیادتی ہوئی' ہمیں غلط picture دکھائی گئی۔ یہ گندم کے rate کیوں بڑھ گئے' گندم کیوں غائب ہوگئی۔ میں آپ کو بتاؤں جناب! 2005 کی تقریر کے notes میرے پاس موجود ہیں۔ 2005 کی بجٹ تقریر میں جناب شارٹ کٹ عزیز صاحب نے جو بجٹ پیش کیا تھا اس میں جو جو وعدے کیے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب وہ کہتے ہیں ہمارا growth rate 7 per cent جا رہا ہے تو میں نے ان کو اس وقت بھی کہا تھا' میرے پاس notes موجود ہیں اگر کہتے ہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ محترمہ مجھے interrupt نہ کریں۔ یہ cross talk نہیں ہونی چاہیے۔ آپ اپنی تقریر میں بتا دیجیے گا۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس وقت بھی میں نے یہ کہا تھا کہ اس ملک میں جو بھی figures بتائے جا رہے ہیں وہ غلط بتائے جا رہے ہیں اور اگر 7%, 8% آپ کی growth ہو رہی ہے تو اس لحاظ سے ہمیں planning بھی کرنی چاہیے۔ Planning کیوں نہیں کی گئی۔

آج بجلی کی اتنی shortage کس وجہ سے ہے۔ آٹھ سال سے وہ وزیر خزانہ تھے۔ شیخ رشید نے اس دن ایک interview میں ٹی وی پر کہا کہ میں نے صدر صاحب کو کہا کہ اس سے اچھا تو یاسین وٹو ہوتا کہ کم از کم اس کو public کی نبض تو معلوم ہوتی۔ اس شخص کو باہر سے import کرکے لایا گیا۔ میں ایک سوال کرتا ہوں، جو بھی مجھے اس کا جواب دے لیکن ضرور دے کہ 18 اکتوبر 1999 میں take over کیا گیا اور 20 اکتوبر کو اس نے وزیر خزانہ کا oath لیا۔ اس وقت پاکستان میں جو reserves تھے وہ 450 million تھے اور 9/11 کو، میں یہ پوچھتا ہوں کہ 9/11 کو تقریباً دو مہینے کم دو سال تھے، 9/11 کو ہمارے reserves 600 million تھے۔ اس میں سے 300 million آپ کے تھے اور 300 million طالبان کی حکومت کے تھے جو یہاں پڑے ہوئے تھے۔ جو آپ کے نصیب میں آگئے جب طالبان کی حکومت ٹوٹی۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ ایک دم 15 billion اور 16 billion reserves جو آئے ہیں یہ کہاں سے آئے ہیں، یہ ایک reaction تھا۔ وہ پیسے جو money laundering کے through یہاں سے لوگ لے کر گئے تھے وہ سارے پیسے واپس آئے اور اس کے ساتھ جو پاکستانی وہاں رہ رہے ہیں، جو مستقل طور پر وہاں رہ رہے ہیں، ان کے جو پیسے وہاں تھے وہ safe نہیں تھے، وہ پیسے یہاں آئے۔ وہ خود وہاں رہ گئے اور اپنے پیسے یہاں بھیج دیے۔

دوسری بات economy کے بارے میں ہے، میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی 2005 کی تقریر میں بھی کہا تھا کہ the textile mills are suffering اور اس کی طرف بھی دیکھیں۔ آج پاکستان کی آدھے سے زیادہ textile mills بند پڑی ہیں غلط پالیسیوں کی وجہ سے۔ اس وقت جب میں نے 2005 میں کہا تب بھی انہوں نے کوئی lift نہیں کرائی، آج بھی میں کہتا ہوں کہ انہی کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے آدھے سے زیادہ textile mills بند پڑی ہیں۔ ڈاکٹر عشرت صاحب جو تھے، جو گورنر سٹیٹ بنک تھے، انہوں نے rate of mark up کم کیا تھا۔ وہ غلط تھے یا آج جو محترمہ آئی ہیں وہ غلط ہیں۔ آج rate of mark up پھر 15% پر پہنچ گیا ہے-----

جناب قائم مقام چیئرمین، اگر economic policy پر یہ باتیں کرتے تو بہتر تھا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں جناب! مجھے تو زیادہ وقت ملنا چاہیے کیونکہ آج ہمارے قائد نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل صحیح بات ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ planning کیوں نہیں کی گئی۔ آٹا کیوں مہنگا ہوا۔ گندم کے بارے میں انہوں نے کہا کہ we are surplus, surplus, surplus اور گندم export کی، ہماری ہیرے جیسی گندم تھی وہ انہوں نے صاف کرکے 220 dollar میں export کی اور آج 550 dollar میں Russia کی ہم لال گندم کھا رہے ہیں۔ یہ ان کی planning تھی، یہ ان کی پالیسی تھی، یہ complete ان کا vision تھا۔ میں آج بھی یہ دعوے سے کہتا ہوں، جمالی صاحب میری پارٹی کے ہیں یا نہیں ہیں یا چوہدری شجاعت صاحب میری پارٹی کے ہیں یا نہیں لیکن دونوں میرے بزرگ ہیں اگر اس کی جگہ جمالی صاحب ہی رہتے یا چوہدری شجاعت صاحب ہی وزیراعظم تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت اچھی پالیسی ہوتی۔اور (ق) لیگ کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا جو آج انہوں نے دیکھا ہے۔ ہمارے ہاں جو ظلم ہو رہا ہے وہ آپ کو صاف پتا ہے۔ چار بلین direct investment آئی ہے۔ چار بلین direct investment سے میرے پختونخواہ صوبے میں ایک ڈالر بھی invest نہیں ہوا۔ چار بلین investment آئی ہے۔ جو کل تک کہتے رہے کہ یہاں پر investment کرو، یہاں investment کرو، آج وہ شخص انگلینڈ میں اپنی investment کر رہا ہے۔ درانی صاحب یہاں پر موجود تھے، ابھی نہیں ہیں، درانی صاحب نے کہا کہ وہ آئیں گے۔ میں کہتا ہوں مجھ سے شرط لگا لیں وہ کبھی نہیں آئیں گے۔ یہ واحد وزیر اعظم تھا جس کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے سٹیل مل کیس میں openly کہا کہ corruption ہوئی ہے۔ مارچ میں جو سٹاک ایکسچینج میں ہوا تھا اس کا پھندا کس کے گلے میں پڑنا چاہیے۔ طارق کو، SECP کے آدمی کو جو انہوں نے dismiss کیا تھا عید کے دن، چھٹیوں کے دوران، مکمل طور پر *malafide* ہے۔ چھٹی کے دن آپ کوئی آرڈر نہیں کرسکتے۔ اس کو dismiss کیا گیا تھا کیونکہ وہ صحیح چیز لا رہا تھا کہ who is involved in this. جناب والا! یہ سب چیزیں ہیں اور درانی صاحب کہتے ہیں کہ وہ

آئیں گے میں کہتا ہوں کہ جتنی مرضی شرط لگا لیں نہیں آئیں گے۔ He was a man who جس طریقے سے پہلے ہم came here and put a feather in his cap and he gone out, نے ایک وزیراعظم معین قریشی صاحب کو import کیا تھا جب وہ یہاں سے گئے تو وہاں جا کر انہوں نے پانچ بلین ڈالر کی investment company کھولی۔ اب یہ تو میرا خیال ہے کہ دو ہزار بلین ڈالر کی کھولیں گے۔ کافی کچھ یہاں سے بھی لے کر گئے ہیں اور اتنا بڑا feather لگا ہے کہ ex-Prime Minister of Pakistan بہت کچھ لے گیا ہے' حساب کے بغیر لے گیا ہے anyhow وہ بیٹھ کر حساب کریں گے۔ چھوڑیں گے نہیں۔

جناب والا! یہ گندم کا جو problem ہوا ہے یہ ان کا vision نہیں تھا' ان کو پتا نہیں تھا ان کو ground reality کا پتا نہیں تھا۔ ان کو عوام کا پتا نہیں تھا۔ انہوں نے غریب عوام کہاں دیکھی تھی۔ وہ کبھی ووٹ لینے گیا ہو تو اسے پتا ہوتا۔ وہ تو اوپر سے آیا' پتا نہیں وہ جنرل صاحب کے اوپر اتنا حاوی کیوں ہوگیا تھا یا کیوں جنرل صاحب نے اتنا زیادہ پیار اس سے شروع کیا ہوا تھا۔ I do not know why, what was the reason لیکن وہ اس قابل نہیں تھا کہ اس کو اتنی power دی جاتی۔

جہاں تک جوڈیشری ہے تو اس کے بارے میں' میں کہہ چکا ہوں۔ جہاں تک پٹرولیم کی قیمتوں کا تعلق ہے with due respect to the previous government and the Caretaker Government as well that ڈیزل کی قیمت اور پٹرولیم کی قیمت انہوں نے وقت کے ساتھ ساتھ کیوں نہیں بڑھائی۔ اس لیے کہ آنے والی حکومت کے لیے مشکلات بنائیں کہ وہ قیمتیں بڑھائیں اور انہیں مجبوراً بڑھانی پڑیں گی۔ آنے والی حکومت کو یہ پھنسا کر جا رہے ہیں کہ جمہوری حکومت کے لیے problem بنے لیکن worst democratic سے worst government is better than that best and the best military regime جو پچھلی حکومت تھی وہ that was a military regime نہیں تھی democratic government but this was اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ elect ہو کر آگئے تھے completely military regime. آج جنرل ضمیر صاحب کا بھی ضمیر جاگ اٹھا ہے۔ انہوں نے پریس میں کہا ہے کہ مجھے directly order ملے تھے صدر ہاؤس کی طرف سے کہ یہ rigging

کرو، وہ rigging کرو۔ اب میں یہ سمجھتا ہوں اور میں نہیں کہہ رہا پریس کہہ رہا ہے اور پریس میں انہوں نے کہا ہے۔ اب میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ آج "نیوز" میں انصار عباسی نے ایک editorial لکھا ہے the golfing VVIP's cut cheating on the hole. Cut hole in one cheating on hole اس نے لکھا ہے par 4 پر جناب شوکت عزیز صاحب نے کیا ہے۔ I am an old golfer میں نے ابھی تک hole in one نہیں کیا لیکن انہوں نے par 4 پر hole in one کیا ہے۔ اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ٹائیگر، جیکسن کسی نے بھی par 4 پر hole in one دنیا میں نہیں کیا ابھی تک۔ واحد شوکت عزیز صاحب تھے جنہوں نے یہاں golf course کیا یا کروایا گیا، یا hole میں جا کر ڈال دیا گیا۔ par 3 پر ہمیشہ hole in one ہوتا ہے۔ اب اتنی بڑی cheating جو کرتا ہے۔ اب golf میں ہماری ایک کہاوت ہے، اس میں آخری پیرے میں لکھا ہوا ہے if you cheat in the life you might cheat in golf. If you cheat in golf you will always cheat in life and this is the fact.

ہم گالف میں ایک بال کی شرط لگاتے ہیں۔ جس سے گالف کھیلا جاتا ہے اس کی شرط لگاتے ہیں اور جو آدمی ایک بال کی شرط کے اوپر بے ایمانی کر دے۔ ہم سمجھتے ہیں جو بے ایمانی کرتا ہے ہم اسے اپنے foursome میں سے نکال دیتے ہیں۔ یہ تو بات ہی نہیں ہے گالف تو ایک gentleman game ہے اس میں تو صحیح طریقے سے game کھیلنی ہوتی ہے۔ I started golf from 1985 جب میں بوڑھا ہوگیا تو میں نے گالف شروع کی۔ میں دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ جو world No.1 ہے، نمبر ۲ ہے کسی شخص نے بھی four par پر hole in one نہیں کیا ہوگا ہمیشہ آخری پر -----

جناب قائم مقام چیئرمین، بلور صاحب اب birdy کریں، کافی وقت لے لیا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، Birdy تو ہو جاتی ہے، par 5 میں بھی birdy ہوتی ہے۔ Hole in one birdy or eagle ہو جاتا ہے لیکن par 3 پر hole in one ہوتا ہے par 4 پر نہیں ہوتا۔ یہاں اسلام آباد کلب میں ان کا نام سب سے اوپر لگا ہوا ہے کہ انہوں نے par 4 پر hole in one کیا ہے۔ اب اگر ایک آدمی گالف میں اتنی cheating کرے تو وہ دنیا کے ہر

کام میں cheating کر سکتا ہے۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ خدارا! اور میں پھر درخواست کروں گا آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو اور پاکستانی قوم کو کہ خدا کے لیے imported وزیراعظم' imported لوگ نہ لائیں imported لوگوں کو پتا نہیں ہوتا۔ جب پہلا سینیٹ کا الیکشن ہوا آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ اس کے گھر کا پتا کوئی نہیں تھا۔ 18 منسٹر کالونی کا ایڈریس اس کے ID کارڈ پر لکھا ہوا تھا۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں میں on the record یہ کہہ رہا ہوں۔ اس کے کوئی گھر کا پتا نہیں ہے۔ آج وہ نہیں ہیں' میں نے ان کے سامنے بھی ان کو کہا ہے کہ شوکت صاحب! آپ کی ساری پالیسیاں غلط ہیں۔ میں نے آج کے فنانس منسٹر صاحب کو بھی کہا' اس ہاؤس میں کہا on the record ہے کہ he better go and give lecture in LUMS جناب والا! ایک سیاسی آدمی کو' سیاسی ورکر رہے ہیں' وہاں بھی جو دوست بیٹھے ہیں وہ بھی سیاسی ورکر رہے ہیں' ان کو عوام کا پتا ہوتا ہے' عوام کے پاس گھر گھر جاتے ہیں لوگوں سے ملتے ہیں ان کو پتا ہوتا ہے کہ کس کی کیا تکلیف ہے ' کہاں کہاں سہولت دینی ہے۔ جناب والا! میں اس ہاؤس کی وساطت سے' آپ کی وساطت سے پھر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ان پارٹیوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے الیکشن جیتا اور ان پارٹیوں کو بھی سلام کرتا ہوں جنہوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا' اپنی اپنی thinking ہے۔ الحمدللہ اب ایک پارلیمنٹ بنی ہے' ہم نے پارلیمنٹ کو سپریم بنانا ہے۔ جو لوگ ہارے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہر سیاسی جماعت' ہر سیاسی ورکر کو سیاست کے طور پر اپنے پرانے دکھ بھلا کر آنے والی حکومت کو support کرنا ہوگا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک آگے بڑھے گا۔ اس ملک کو آگے بڑھانا چاہیے اور ہمیشہ کے لیے اس ملک سے خدارا! ملٹری کی interference بند کی جائے' ختم کی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ موجودہ آرمی چیف جو الیکشن لے رہے ہیں یہ اس کو continue رکھیں گے۔ یہ نہیں کہ بعد میں ان کی بھی نیت بدل جائے کہ آرمی کے افسران کو انہوں نے پندرہ مارچ تک واپس بلایا ہے اور جن لوگوں نے دھاندلی کی ہے' اس میں کرنل بھی ملوث ہیں' اور بھی ملوث ہیں' انہوں نے دو تین کرنلز کو suspend بھی کیا ہے' dismiss کیا ہے یا suspend کیا ہے مجھے پورا پتا نہیں ہے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ انہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ شکر الحمدللہ اس دفعہ لوگوں کو بھاری مینڈیٹ ملا ہے اس کا احترام کیا جائے گا اور سب

پارٹیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ پلیز ایک گزارش ہے کہ اگر وقت کا خیال کریں گے تو آج ہی ہم sum up کریں گے، نہیں تو جمعرات کو morning, evening session کرنا پڑے گا پھر آپ کے صبر کا امتحان ہے۔ اب آگے بڑھتے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ۔ یہ جو بحث جوڈیشری پر ہو رہی ہے اس کا کل آخری دن ہے تو اس کا جواب پیش کیا جائے۔ اس سے پہلے بھی ایک ممبر کو پبلک سروس کمیشن سے direct اٹھا کر فیڈرل شریعت کورٹ میں، سپریم کورٹ کا جج بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ جس کو سابقہ چیف جسٹس چوہدری افتخار صاحب نے بلاک کر دیا تھا۔ اس کے لیے سمری کس نے move کی تھی، یہ initiative کس نے لیا تھا۔ پورے سسٹم کو کیوں disturb کیا جا رہا ہے۔ پھر اب ایک دوسری کوشش ہو رہی ہے۔ سنا ہے کل یا پرسوں اس ہاؤس کے ایک sitting minister کو فیڈرل شریعت کورٹ کا جج بنایا جا رہا ہے۔ جناب یہ ظلم ہے۔ کل تک kindly اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی، جی کر دیں گے۔ کاکڑ صاحب! ابھی حکومت کے ہاتھ میں بھی بہت کچھ ہے۔ یہ تو ad hoc appointments ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ۔ نہیں جی اس کا تعلق آئین سے ہے، آئین کی خلاف ورزی سے ہے۔ Within the parameters ہے یا اس کے باہر ہے kindly ہمیں guide کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ جی خالد رانجھا صاحب please take the floor.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ۔ جناب! اس پر کل تک ہمیں رپورٹ دے دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ میرے خیال میں صبح نثار میمن صاحب ضرور بتائیں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ۔ اگر Chair کی طرف سے۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین۔ نہیں۔ وہ میرا خیال ہے کہ میمن صاحب will come

with answer.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ۔ آپ کا خیال ہے یا are you sure.

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ ڈبیٹ کو آگے بڑھائیں' اگر اس طرح divert کریں گے تو آپ کہیں پہنچ نہیں پائیں گے۔ نہ سبی پہنچیں گے نہ ڈیرہ اللہ یار۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ۔ جناب والا! اٹھارہ کو الیکشن ہوئے تھے ' انیس کے لیے ان کا notification کر لیا گیا کہ وہ take over کر لیں گے as a judge of the Shariat Court. بہت زیادہ ان کا علم ہے مگر کم از کم ان کو اس طرح اس بات کو accept نہیں کرنا چاہیے اور پھر ایک منسٹر پر منحصر نہیں ہے۔ ایک دوسرے منسٹر ہیں آپ سب کو نام پتا ہیں ہم سب کا نام کیا لیں ----

سینیٹر الیاس احمد بلور، ہاؤس کو تو پتا نہیں ہے۔ آپ بتائیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، آپ کو اکیلے میں بتائیں گے۔ باہر جا کر آپ کو بتائیں گے۔ افضل حیدر صاحب آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ Sitting Minister ہیں۔ الیکشن سے پہلے ان کا نوٹیفکیشن ہو گیا' hold کر رہے تھے office of the Minister اور ان کا نوٹیفکیشن ہو گیا کہ یہ ۱۹ تاریخ کو یا اس کے بعد شریعت کورٹ کے جج بن جائیں گے۔ یہ کونسا طریقہ ہے ؟ ایک دوسرے منسٹر ہیں۔ ان کا SSG میں ہو گیا کہ انہوں نے وہاں جا کر take over کرنا ہے -----

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ کونسے دوسرے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ڈیفنس کے جو منسٹر ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سلیم عباس صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جی ہاں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بیوروکریٹ ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، وہ بیوروکریٹ ہیں لیکن جناب ! پھر بھی یہ کونسا طریقہ

ہے------

جناب قائم مقام چیئرمین، میرا خیال ہے کہ وہ وقت آ گیا ہے اور آپ کو یاد ہو گا جوانی میں آپ نے اس وقت ----

سینیٹر کامران مرتضٰی، میں ابھی بھی جوان ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جمعیت العلمائے اسلام فضل الرحمٰن گروپ join کرنے سے پہلے وہ فلم دیکھی تھی نا کہ "اکیلے نہ جانا"۔ اب ہم سب ساتھ جائیں گے۔ آپ فکر کیوں کرتے ہیں---

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، بات کو آگے بڑھنے دیں۔ تقریریں کرنے دیں۔ پلیز ' سینیٹر ولی بادینی صاحب۔

سینیٹر نثار احمد میمن، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یا تو جن اصولوں پر آج تک آپ نے ہاؤس کو چلایا ہے۔ کچھ اصول ہوتے ہیں-----

سینیٹر کامران مرتضٰی، پھر ملک میں بھی اصول چلائیے۔ خدا کے واسطے اس ملک میں کوئی اصول ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ الجھن پیدا کریں گے۔ تقریریں رہ جائیں گی۔

سینیٹر نثار احمد میمن، ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر اس طرح اپنی تقاریر کریں۔ Point of order پر بات نہ کریں۔ میں سینیٹر ہوں میں جانتا ہوں کہ آپ کے ہاؤس میں کس طرح سے ہوتا ہے اور جو لوگ موجود نہیں ہیں ان کے لیے باتیں نہیں ہونی چاہییں----

جناب قائم مقام چیئرمین، ان کے لیے باتیں نہیں ہونی چاہییں۔

سینیٹر نثار احمد میمن، اس کے علاوہ باہر باتیں ہو رہی ہیں۔ اب یہ caretaker government کیا جواب دے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب آگے بڑھتے ہیں۔ رحمت کاکڑ صاحب آئیں! آپ بس ایک چیز نوٹس میں لے آئیں۔ نثار میمن صاحب اپنی winding up speech میں اس کا جواب دیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب چیئرمین! یہ جواب دیتے دیتے کچھ نہیں ہو گا---

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں تھوڑا صبر کریں۔ سننے تو دیں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ بالکل بادینی صاحب you are right, absolutely right.

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب!---

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں' خالد رانجھا صاحب نے تقریر کرنی تھی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: وہ تقریر کریں میں دو باتیں کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی' جی please آپ بتائیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: ہم forward block میں نہیں ہیں اس لیے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے اپنی پارٹی میں رہتے ہوئے پارٹی میں جو اختلافات ہیں' اس کے لیے ہم نے کوئی forward block نہیں بنایا۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

ہم اپنی پارٹی میں رہتے ہیں اور رہے ہیں۔ اس کو غلط رنگ دے رہے ہیں اپوزیشن والے اور دوسرے' ہمارے جو بھائی اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کل بھی میں نے ان کو کہا ہے----

جناب قائم مقام چیئرمین: مطلب ہے آپ نے گیئر parking میں لگا دیا ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد با دینی: ہمارے لیڈر چوہدری شجاعت حسین صاحب ہیں۔ میں نے کل بھی کہا ہے ہمارے لیڈر چوہدری شجاعت حسین صاحب ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے ساتھ ہی رہیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح ہے۔ Thank you

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر خالد رانجھا صاحب please take the floor.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی اس چیز کو چھوڑیں نا۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، ہم نے ہم خیال گروپ بنایا ہے---

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں نا' ٹھیک ہے وہ پریس والوں کو کرنے دیں۔

جی جی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، اب ان کے پاس نہیں آئیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بادینی صاحب! پلیز' ڈاکٹر مالک صاحب please take your seat سینیٹر خالد رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ آج جو موضوع زیر بحث ہے' میں دوستوں کو دوبارہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں' تاکہ hole in one سے باہر آ جائے۔ آج جو hole in one ہے' یہ جو hole کی obsession ہے' اس سے باہر آ جائیں۔ نہ تو golf کا میچ ہو رہا ہے نہ ہی golf کا ذکر آ رہا ہے لیکن اپنے اپنے ذہن کے مطابق جو بھی ذہنی ارتقاء ہے یا obsession ہے اس سے باہر آ جائیں۔ آج کی debate ہے - The House may discuss the overall political situation in the country as it prevails today with our vision on future. آج ہم نے یہاں بیٹھ کر یہ بحث کرنی ہے کہ ماضی میں جو ہوا برا ہوا' مان لیا جائے۔ برا ہوا' آج یہ وقت نہیں ہے کہ ----

جناب قائم مقام چیئرمین، خالد رانجھا صاحب کو سنیے پلیز۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، آج موقع نہیں ہے pre-emptive speeches کا۔ Pre-emptive speech کیا ہوتی ہے؟ جی کل میرا امتحان ہونا ہے۔ ماسٹر میرے بڑے خلاف ہیں میں نے فیل ہو جانا ہے۔ جو اپنے فیل ہونے کی پیش بندی ہے' آج یہ موقع نہیں۔ یہ کہنا

کہ جی ہم سے آٹا سستا نہیں ہو گا' ہم سے کالا باغ ڈیم نہیں بنے گا' اس ملک میں قحط پڑ جائے گا' پانی کی قلت ہوگی' یہ باتیں pre-emptive ہیں۔ میں سمجھتا ہوں آج یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ دونوں پارٹیاں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) ایک واضح اکثریت لے کر آئی ہیں لیکن اس کو خدارا! مینڈیٹ نہ کہیں۔ یہ ملک مینڈیٹ زدہ ہے۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں جب مینڈیٹ کے لطیفے بنے تھے۔ 1996-97ء میں مینڈیٹ کے لطیفے بنے ہوئے تھے اور اگر اجازت ہو تو سنائے دیتا ہوں۔ ایک لطیفہ یوں تھا کہ ایک گھر میں چور آ گیا۔ چور آ گیا تو گھر کی جو خاتون تھی' خاصی موٹی تھی۔ وہ چور پکڑ کر اس کے اوپر بیٹھ گئی۔ اتنے میں میاں آیا تو بیوی کہتی ہے کہ جاؤ جا کر پولیس کو بلوا لو میں نے اس کو پکڑا ہوا ہے۔ تو چور کہتا ہے کہ یار ایسے کرو میں خود پولیس کے پاس چلا جاتا ہوں میرے اوپر سے یہ ہیوی مینڈیٹ اٹھا لو ----

(قہقہے)

تو خدارا! اس مینڈیٹ کو ہیوی مینڈیٹ نہ بنا دیجئے اور بار بار یہ کہنا کہ لوگوں نے اس بات کو ووٹ دیا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ Nobody is sure. پارٹی نے الیکشن لڑا ایک sitting government آٹھ سال کا دور ہوتا ہے' جو بھی حکومت آٹھ سال حکومت میں ہو یا پانچ سال حکومت میں ہو' کوئی بھی حاکم خواہ وہ President United States ہو' ۴۵ دن کے بعد unpopular ہونا شروع ہو جاتا ہے' تو یہ جو مسلم لیگ تھی یہ کہنا کہ یہ whittle ہو گئی ہے' یہ درست نہیں ہے یہ over statement ہو سکتی ہے۔ جس پارٹی کے پاس 50/60 ممبر اسمبلی میں ہوں' 70/80 ممبر صوبائی اسمبلی میں ہوں' تمام صوبوں میں نمائندگی ہو' آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ whittle ہو گئی ہے پر یہ بحث نہیں ہے۔ بحث آج یہ ہے کہ جو پارٹیاں in Power آئی ہیں' coalition بنی ہے اس کو ہم سب کو سمیت میرے' بمع مسلم لیگ کے ہم سب کو ان کی help کرنی چاہیے کہ جو بھی ہمارے مسائل ہیں ان کو حل کیا جائے۔ وہ جو ہماری عادت تھی گتے بجانے والی' اپوزیشن کو یہ نہیں کرنا چاہیے۔ پاکستان مسلم لیگ کو یہ نہیں کرنا چاہیے۔ پاکستان مسلم لیگ کو ہر اچھی بات کی تائید کرنی چاہیے اور ہر غلط بات کے خلاف بات کرنی چاہیے جو ملکی مفاد میں ہو' یہ نہیں کہ یہاں سے آواز آئے کہ کوا کالا ہے اور ہم کہیں

کہ کوا سفید ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ جو ماضی میں تھا اور اگر ہم خود فوکس کریں تمام لوگ کہ ہاں جی، آئندہ ہم نے ملکی مسائل حل کرنے ہیں۔ ملکی مسائل تب حل ہوتے ہیں جب آپ پہلے اپنی سمت کا تعین کریں۔ کہتے ہیں ماضی میں غلطی ہوئی، مان لیجئے غلطی، اپنی priority کا تعین کریں۔ مان لیجئے ماضی میں غلطی آئندہ دیکھ لیں اور میں پہلا آدمی ہوں گا جو اس سمت کے تعین کرنے میں اور ان priorities کو ٹھیک کرنے میں ساتھ دوں گا۔ اب بات یہ ہے کہ ہماری priorities کیا ہیں جو cliche ہیں۔ یہ cliche الیکشن سے پہلے ہوتے ہیں۔ الیکشن کے بعد cliche نہیں، منشور ہوتا ہے۔ میں دوبارہ کہتا ہوں ابھی ہم cliche میں اٹکے ہوئے ہیں۔ یہ سائیکل پنکچر کر دیں گے۔ سائیکل کو شیر "پے" گیا ہے۔ سائیکل کو شیر کھا گیا۔ سائیکل کو تیر لگ گیا جی، یہ cliche ہے جس دن الیکشن کا رزلٹ آیا۔ یہ اس ملک میں پہلی دفعہ ہے کہ بیلٹ باکس کے تقدس کو مانا گیا ہے۔ میں دوبارہ کہتا ہوں یہ پہلی دفعہ ہے کبھی الیکشن میں ہم نے بیلٹ باکس کے تقدس کو نہیں مانا، ہمیشہ دھاندلی ہوئی ہے۔

ہمیشہ یہی کہا ہے کہ دھاندلی ہوئی ہے لیکن اگلے روز میرے ساتھ ہی ایک گاؤں ہے وہاں کے کرنل صاحب چیئرمین کا الیکشن لڑ رہے تھے تو کرنل صاحب کو چھ ووٹ ملے۔ میں نے کہا کہ کرنل صاحب کیا ہو گیا ہے کہنے لگے کیا بتاؤں دھاندلی ہو گئی ہے۔ چھ ووٹ ملنے پر بھی دھاندلی ہو گئی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک پارٹی لیڈر نے جو ہار گیا ہے اس نے بڑے صدق دل سے کہا ہے ہم اس رزلٹ کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے آگے چلنا چاہیے۔ یہ جو الزامی گفتگو ہے خدارا! اس کو چھوڑ دیں۔ الزامی گفتگو جو ہے it would not achieve anything. ایک غازی کہتا ہے کہ ہاں جی آپ جیتے ہیں میں ہارا ہوں اور پھر کیا کہہ رہا ہے؟ میں آپ سے تعاون کروں گا۔ اب ہم ملک کی بات کریں اور ملک میں cliche کو چھوڑ کر، مثال کے طور پر ایک party head کہتا ہے کہ اگر میں آیا، میں سمجھتا ہوں اسے احتراماً مجھے نہیں کہنا چاہیے اور یہ کہنا کہ میں اس جج کو بحال کروں گا اور اس جج کو بحال کر کے اس بندے کو اس کے آگے ڈالوں گا اور یہ اس کا فیصلہ کرے گا۔

یہ قومی لیڈرکس انصاف کی بات کر رہے ہیں۔ کہاں لکھا ہے کہ یہ ایسا دشمن ہے، یہ اس سے انصاف کرے گا۔ یہ کونسا formula ہے جسے آپ promote کر رہے ہیں۔ گزارش یہ

ہے کہ ہمارا جو cliche ہے اس کو چھوڑ دیں۔ اب اصل cliche یا issue کیا ہے اس ملک میں جتنا ضروری اسلام ہے اتنی ضروری اسلام کی پہچان ہے۔ اسلام کی پہچان نماز' روزے سے کہیں آگے انصاف ہے۔ اس ملک میں ہمیں نظام عدل کی بات کرنی چاہیے اور عدل مجسٹریٹ کو قاضی کہنے سے نہیں بن جاتا۔ نظام عدل یہ ہے' وہ دیکھے کہ اس میں کس حد تک کس بندے کو قاضی پر اعتماد ہے۔ ایک ایسا سسٹم بنائیں جس میں ایک مجسٹریٹ پر اتنا اعتماد ہو جتنا سپریم کورٹ کے جج پر۔ جس میں کرپشن نہ ہو۔ ہم ایسا نظام دیں گے کہ جس میں جو induction ہو گی وہ pure merit پر ہو گی۔ کوئی آدمی بوجہ دوستی' بوجہ سیاسی رقابت یا سیاسی رفاقت کے جج نہیں بنے گا۔

اب ہم کیا کہہ رہے ہیں کہ ہم 60 جج وہ لے کر آئیں گے جو ہمارے ہی جج ہوں گے۔ میرے آقا! یہ بتائیں کہ وہ لوگ جو اس پارٹی سے نہیں وہ ان 60 ججوں سے کیا توقع کریں گے۔ کیا یہ جج عام لوگوں کے ساتھ انصاف کر سکتے ہیں؟ آپ نے ان کو اس حد تک criticize کر دیا ہے اور یہ کہنا کہ ہاں جی! تم بھی تو criticizer ہو۔ میرے ethics اور ہیں۔ ایک جو civil servant ہے اس کے ethics اور ہیں۔ ایک جج کے ethics اور ہیں وہ جج non partisan ذہن ہوتا ہے اور کیا کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنی پارٹی کے partner judge لے کر آئیں گے جو highly criticize کئے جا رہے ہیں یا ان کی تعریف بھی کی جا رہی ہے وہ controversial ہو گئے ہیں۔ ہم controversial آدمی کو جج متعین نہیں کرتے خواہ وہ civil judge کیوں نہ ہو۔ آج آپ نے اس حکومت میں آ کر فیصلہ یہ کرنا ہے کہ ہاں جی نظام عدل کو کیسے آگے بڑھانا ہے تاکہ عوام کو نظام عدل میں اعتماد ہو۔ جہاں تک ججوں کی removal کا تعلق ہے۔ بری بات ہے۔ غلط ہوا۔ اسے rectify کرنے کے لیے یہ کہنا کہ ہم ایسے کاغذ پکڑے ہوئے ہیں اور اسے پھاڑ دیں گے یہ کوئی طریقہ نہیں۔

آپ نے ان تمام issues کو جن کی میں بات کر رہا ہوں اس ہاؤس میں dictate کرنا ہے پھر legal طریقہ کار نکالنا ہے۔ یہ کہنا جی کہ لوگ یہ کہتے ہیں' عوام یہ کہہ رہے ہیں' عوام کی خواہش ہے یہ اور چیز ہے۔ جو آپ لوگ ہیں جس کو ہم مقننہ کہتے ہیں واحد ادارہ ہے جس کے متعلق آپ الزام نہیں لا سکتے partisan کا' malafide کا' بددیانتی کا۔ جج پر الزام آ جاتا ہے۔ civil servant پر آ جاتا ہے۔ وکیل پر آ جاتا ہے۔ سیاست دان پر آ جاتا ہے اور پاکستان میں

اس بات پر بہت جگہ---' کوئی آدمی عدالت میں کھڑا ہو کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ جو قانون ہے یہ بددیانتی پر بنا ہوا ہے۔ لہٰذا ہم نے یہاں بیٹھ کر جو فیصلہ کرنا ہے اس پارلیمنٹ کو we will not play to the gallery outside. یہ دوسرا جو cliche ہے یہ پارلیمنٹ اور سپریم---میں دوستوں کو یہاں correct کرنا چاہوں گا۔ Parliament کی supremacy ہے

vis a vis other institutions , otherwise Parliament is a slave of the Constitution, is totally subservient to the Constitution

اور یہ جو Constitution ہے یہ نازل نہیں ہوتا۔ یہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے بنانے کے بیچ میں عمل ہے اس کی ترمیم کرنے کا۔ اور یہ جو ترمیم ہے یہ آئین کا زیور ہوتا ہے۔ Power یہ نہیں ہوتی۔

کسی کو کانٹے پسند ہیں کسی کو پسند نہیں۔ کل آپ آئیں اس میں دوبارہ ترمیم کر لیں اور میں as an individual کہتا ہوں کہ روز کیوں ہماری چخ چخ ہے کہ 1973 کا آئین 1973 کی شکل میں بحال کرو۔ خدارا! اکٹھے بیٹھ جاؤ بمع پاکستان مسلم لیگ کے اور جو بھی آپ نے اسے شکل دینی ہے دے دو اور start moving forward. آئین جو ہے it is not permanent, it's organic, it keeps on doing کبھی ہم کہتے ہیں کہ یہ ترمیم کی گئی ذاتی مفاد کے لیے۔ اچھا! پسند نہیں آتی اس کو ہٹا دو اور ترمیم add کر دو لیکن آپ نے جو بھی 1973 کے آئین کو شکل دینی ہے وہ ایک دفعہ دے دیں تاکہ ایک issue جو ہے وہ resolve ہو جائے۔ ہمارا دوسرا issue جو آنے کا ہے گندم کی فصل آنے والی ہے۔ نئی حکومت بھی آنے والی ہے۔ اب انہیں چاہیے بجائے یہ کہیں کہ ماضی میں 'short cut' یہ کر گیا ہے خود 'short cut' لیں' ان short cuts کو reverse کریں اور آئندہ اپریل کے مہینے میں مارچ کے آخر میں گندم آجائے گی۔

اگر 510 روپے قیمت caretaker حکومت نے درست مقرر نہیں کی یہ 1000 کر دیں' 200 روپیہ کر دیں but they should start managing wheight tomorrow اور ان کے اوپر ہو گا کہ ہاں جی! اس ملک میں کچن کو ہم نے جس کا تعلق زراعت سے ہے' کیسے سستا کرنا ہے۔ ان کے اوپر ہو گا کہ ہاں جی! نظام صحت کو کیسے بنانا ہے۔ ان کے اوپر ہو گا کہ

جونظام تعلیم ہے اس کو یکساں کیسے کرنا ہے۔بڑے لوگوں کے بیٹے انگریزی سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ایک resolution پاس کریں کہ کوئی ایم پی اے یا ایم این اے یا وزیر ایسا نہ ہو' جس کے بچے اپنے local schools میں نہ پڑھتے ہوں۔ یہ آپ کر دیں آپ دیکھیں گے کہ تمام علاقوں میں اس وقت پورے پنجاب میں ایک سکول کسی گاؤں میں نہیں ہے جس کی دیوار درست ہو۔ جو کہتے ہیں ہم نے بڑا پیسہ لگایا اس بات کو address کریں گے کل سے' پرسوں سے ۔ ہاں جی our first priority is education. Our first priority is primary education جو مرضی ترمیم کر لیں our first priority is higher education لیکن تعین ضرور کریں۔ میری ذاتی رائے ہو گی کہ یہ primary education کو focus کریں۔ سب کے لیے یکساں کریں اور جو primary education دیہات میں ہے اس کو شہر کے برابر لے کر آئیں۔

صحت کا مسئلہ ہے۔ دیہات میں بے شمار ہسپتال بنے ہوئے ہیں۔ کہیں گدھے باندھے ہوئے ہیں۔ کہیں گھوڑے باندھے ہوئے ہیں۔ اس معاشرے کی خواتین 52% ہیں they are marginlized, یعنی اگر خاتون اس ملک میں نہ ہو تو آپ کپاس نہیں اگا سکتے۔ آپ چاول نہیں کاٹ سکتے۔ آپ گندم کی کاشت نہیں کر سکتے۔ She has the mono contributional role ۔ She is a marginalized ۔ اور اس کی contribution consider نہیں ہوتی in economy person of the society خاتون کے مسئلے پر یہ کہنا کہ ہم 17 خواتین کو یہاں لے bring it. کر آ گئے ہیں you recognize her کہ redressal اصل کیا ہے that is not redressal. economic contribution in the economy of the country. تو میں یہ بات کرنے والا تھا کہ کل سے ہم تمام دوست اکٹھے ہو کر بیٹھیں اور Opposition should not be obstructed. They should help the party in power کہ وہ ملکی issues کو address کریں اور جو ذاتی تلخیاں ہیں ان کو بھول جائیں۔ میں اسے سیاسی دہشت گردی کہتا ہوں۔ جو سب سے بری dictatorship ہوتی ہے' وہ ہوتی ہے بذریعہ پارلیمان۔ اس dictatorship کو' جیسے we are not for اگلے روز پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے بڑی اچھی بات کی گئی government, we are for governance. بڑی خوبصورت بات ہے' اس کو سائن بورڈ بنائیں

adhoc appointments یہ جو آپ روز and let us go, all of us go for governance. کرتے ہیں، جیسے کل کہہ رہے تھے کہ جی سفارش آئی ہم نے 2475 لوگوں کو out of turn مکان دے دیے ?why can't we cancel all this جی فلاں آدمی فلاں کا عزیز ہے تو اس کو یہ appointment دے دیجیے۔ سفارش کلچر اور سفارش تب ختم ہو گی جب سیاسی پارٹیوں میں سفارش بند ہو۔ جب مجھ میں یہ جرأت ہو گی کہ میں اپنے سیاسی لیڈر کے سامنے بغیر خوشامد کے بات کر سکوں گا that is a real asset of our achievement اور جو سیاسی قائدین ہیں، انہیں اپنی political parties میں خوشامد کلچر کو ختم کرنا چاہیے۔ Thank you sir.

(Desk thumping)

Mr. Acting Chairman: Thank you. Shahid Bugti Sahib, please come to your seat. You are the next speaker.

یہ اپنی پارٹی کے لیڈر ہیں۔ وہ آپ کے ہیں بڑی لمبی لائن ہے۔ میں ابھی آپ کو دیتا ہوں you Please be particular۔ ان کے بعد کرا دیتا ہوں کیونکہ یہاں تھوڑا آگے پیچھے ہے۔ are there. about the time کیونکہ آپ کو ہی wait کرنا پڑے گا۔ پارٹی لیڈر اس کے بعد آئیں گے۔ ابھی گل نصیب صاحب، ایم ایم اے، جے یو آئی کی جگہ آپ آئیں گے کیونکہ ویسے تو پروفیسر خورشید نے representation کر لی ہے۔ بولنے دوں گا، میں سب کو بولنے دوں گا لیکن پھر میری آپ سب سے گزارش ہے کہ آپ بول لیتے ہیں جب دوسروں کی باری آئے تو ان کو بھی سنیں، پھر انتظار کریں۔ یہ اصول ہے۔ میں آپ کی بھی رائے لوں گا۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب! آپ کی ہدایت کے مطابق کوشش کرونگا کہ انتہائی مختصر باتیں کروں لیکن اس سے پہلے، کل یہاں پر ہمارے معزز رکن جناب عبدالرزاق تھہیم صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ملک کے جو حالات law and order کے حوالے سے ہیں، انہوں نے خاص طور پر جیکب آباد کا ذکر کیا تھا اور پھر ڈیرہ مراد جمالی کا ذکر کیا تھا کہ وہاں پر دن دیہاڑے لوگوں کے اغوا برائے تاوان کے cases ہو رہے ہیں۔ جناب! یہ بھی ایک established fact ہے، جناب! ان کو ذرا---

جناب قائم مقام چیئرمین: جی. order in the House please.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! یہ بھی ایک established fact ہے کہ ہمارے ملک کے جس علاقے میں بدامنی یا اس قسم کے cases ہوتے ہیں، تو ان میں عموماً وہاں کے بڑے لوگوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اب بدقسمتی یا خوش قسمتی سے جیکب آباد ہمارے چیئرمین سینیٹ کا علاقہ ہے اور ڈیرہ مراد جمالی اور اوستا محمد اتفاق سے ڈپٹی چیئرمین کا علاقہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈپٹی چیئرمین دوسرے district میں رہتے ہیں، اس district میں نہیں رہتے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: اگر چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین اس طرف بھی دھیان دے دیں تو---

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کو وضاحت کر دوں کیونکہ وہ district ہی علیحدہ ہے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: اب میں آج کے موضوع پر آتا ہوں۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ اٹھارہ فروری کو جو الیکشن ہوئے ہیں، اس میں عوام نے بھاری اکثریت سے گزشتہ حکومت کی تمام پالیسیوں کو رد کر دیا ہے۔ انہوں نے گزشتہ حکومت کی اقتصادی پالیسی کو رد کیا ہے، انہوں نے ٹھپہ لگا کر گزشتہ حکومت کی privatization policy کو رد کر دیا ہے۔ انہوں نے بھاری اکثریت سے بلوچستان میں فوجی آپریشن کو رد کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے بھاری اکثریت سے جنرل مشرف کے تین نومبر کے mini martial law کو رد کیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! گزشتہ سات، آٹھ سالوں میں اس قوم کو نئی نئی خوشخبریاں سنائی جا رہی تھیں اور گزرے ہوئے ادوار کے بارے میں انہیں بڑے بڑے figures دیے جا رہے تھے۔ انہیں خوش فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ جی ہم نے یہ ترقی، وہ ترقی حاصل کر لی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ دور گزر چکا ہے، اب لکیر پیٹنے کا فائدہ نہیں ہے، میں صرف اتنا کہوں گا کہ جو کچھ تھا یہ صرف figures کی jugglery تھی، حقیقت میں کوئی ترقی نہیں تھی۔ اگر دس ارب ڈالر آئے تھے، ان میں ان کا کوئی کمال نہیں تھا، وہ 9/11 کی وجہ

سے ہوا تھا لیکن اب اگر ہم اس تفصیل میں جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بے فائدہ ہو گا۔

جناب چیئرمین صاحب! 2006 میں جب مجھے اس معزز ایوان کا رکن بننے کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت بلوچستان میں فوجی آپریشن شروع ہوئے تقریباً دو' اڑھائی ماہ ہو چکے تھے اور اس وقت جنرل پرویز مشرف اپنی طاقت کے عروج پر تھے۔ ہم نے اس وقت دیگر پالیسیوں اور بالخصوص بلوچستان میں فوجی آپریشن کے حوالے سے ان کی مخالفت کی اور کھل کر مخالفت کی۔ بغیر کسی خوف کے ہم نے کہا کہ بلوچستان میں فوجی آپریشن غلط ہو رہا ہے' اس کو بند کیا جائے لیکن بہرحال جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ اسی اثنا میں ہماری فیملی ممبران کے علاوہ سینکڑوں بلوچ جوانوں' بزرگوں کو اٹھا لیا گیا اور اس فوجی آپریشن کے نتیجے میں ہمارے انتہائی محترم بزرگ نواب اکبر خان بگٹی کو شہید کیا گیا اور جس طریقے سے تالے لگے تابوت میں ان کو دفنانے کا ڈرامہ رچایا گیا' وہ بھی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ ایسے واقعات ہیں کہ جن پر ہمارا دل آج بھی خون کے آنسو رو رہا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! اٹھارہ فروری کو لوگوں نے مسلم لیگ (ق) کے خلاف فیصلہ دے کر ان کے اقتدار کے سورج کو غروب کر دیا ہے اور نئی اسمبلی میں آنے والی سیاسی جماعتوں نے اگر پرویز مشرف کو آکسیجن فراہم نہ کی' اگر انہوں نے مشرف کو مزید آکسیجن فراہم نہ کی تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مشرف کے اقتدار کا سورج بھی ڈوب جائے گا۔ ان کی گزشتہ ادوار کی پالیسیوں اور بالخصوص بلوچستان میں جاری فوجی آپریشن کے حوالے سے ہم ان تمام پالیسیوں کو گھنٹوں تک تنقید کا نشانہ بنا سکتے ہیں لیکن چونکہ ہم بلوچ روایتی لوگ ہیں' لدے ہوئے اونٹ پر زیادہ بار ڈالنا ہماری روایت نہیں ہے اور مرے ہوئے کو مارنا ہمارا شیوہ نہیں ہے لہٰذا اس حوالے سے میں زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ جناب چیئرمین صاحب! کل ہمارے محترم قائد حزب اختلاف نے مستقبل کے حوالے سے کچھ باتیں کیں' عدلیہ کے حوالے سے' بلوچستان کے حوالے سے' وہ چونکہ یہاں پر موجود نہیں ہیں' پہلے صدر عباسی صاحب بیٹھے تھے لیکن مجھے خوشی ہے کہ رخسانہ زبیری بیٹھی ہوئی ہیں' وہ سن رہی ہیں۔ عدلیہ کے حوالے سے میں مختصراً صرف اتنا کہوں گا کہ اگر ہم گزشتہ ادوار کی حکومتوں کا record دیکھیں تو اس میں ہمیشہ آزاد عدلیہ اور آزاد میڈیا حزب اختلاف کو تو suit کرتی رہی ہے لیکن حزب اقتدار کو کبھی بھی suit نہیں کیا ہے لیکن رضا

ربانی کی باتوں کی face value کو لیتے ہوئے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو دعوے کیے ہیں، میڈیا کے حوالے سے، ان کی آزادی کے حوالے سے جو انہوں نے floor of the House پر باتیں کی ہیں اگر وہ ان کو عملی جامہ پہنا سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی قابل تحسین اقدام ہو گا۔ اسی طرح انہوں نے بلوچستان کے حوالے سے بھی کافی خوش آئند باتیں کی ہیں لیکن جناب چیئرمین صاحب! very frankly میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوں کیونکہ ابھی تک محترم جناب رضا ربانی صاحب کی باتوں سے ایک Leader of Opposition کی باتوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ شاید ابھی تک بلوچستان کی پیچیدہ صورتحال سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ اپوزیشن میں رہ کر باتیں کرنا کچھ اور ہوتا ہے لیکن حکومت میں آ کر جو hard realities ہوتی ہیں، ان کو face کرنا، sort out کرنا، ان کو حل کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو اعلانات کیے ہیں، ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔ لیکن کسی خوش فہمی میں رہے بغیر میں اس floor of the House سے جناب رضا ربانی صاحب اور محترمہ رخسانہ زبیری کے ذریعے اور یہاں پر اگر کوئی مسلم لیگ کے تشریف فرما ہیں، نئی آنے والی parties جو کہ دو بڑی جماعتیں ہیں اور جنہیں اسمبلی میں واضح اکثریت ہے، ان سے میری صرف اتنی گزارش ہو گی کہ اس وقت ان اعلانات میں نہ جائیں، کہیں یہ نہ ہو کہ وہ ان وعدوں کو پورا نہ کر سکیں اور بلوچستان کے عوام جو کہ پہلے ہی انتہائی ظلم وستم سے گزرے ہیں، انتہائی مایوسی کا شکار ہیں، کہیں یہ نہ ہو کہ یہ اپنے وعدوں کے مطابق deliver نہ کر سکیں اور وہ انتہائی مایوسی کا شکار ہو کر کوئی اور راستہ تلاش نہ کرنے لگ جائیں۔

اس حوالے سے میری صرف یہ گزارش ہو گی ہے کہ transfer of power ہو جانے دیں، یہ power کو facilitate کر لیں، اقتدار کی کرسی پر اپنی گرفت مضبوط کر لیں تو پھر بلوچستان کے حالات کو دیکھتے ہوئے، بلوچستان کے جو issues ہیں، چاہے وہ فوجی آپریشن کی صورت میں ہیں، چاہے وہ صوبائی خودمختاری کے حوالے سے ہیں، چاہے وہ وہاں کے عوام کے وسائل پر اختیار کے مطالبے سے ہیں، اس وقت طاقت میں آنے کے بعد ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے عملی اقدامات کریں تاکہ بلوچستان کے عوام کو یقین ہو کہ ہاں اب سیاسی جماعتوں نے ماضی سے سبق سیکھ لیا ہے اور وہ واقعی عوامی mandate لے کر، عوامی مسائل حل

کرنا چاہتے ہیں۔ بہت شکریہ جناب۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Azam Swati sahib, please take the floor.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you Mr. Chairman. The essence of democracy is expression of will of the people. With the grace of God that will has been expressed on February 18th, in a totality. People of Pakistan have rejected inhuman policies of General Musharraf. Cycle became a symble of hate and disgrace and because of this symble many seasoned politicians, parliamentarians lost their seats to very young, vibrant, intelligent and unknown figures. This was basically a people referendum, against pain, suffering, inhuman behaviour, sacking of judges, war on terror and I would sum up in one that this was the referendum against General Musharraf in toto.

Mr. Chairman, we all, any act of terrorism in any form. No one is this House can even dare to subscribe to any act of terrorism. My heart goes to bereaved family of the Lt. General who was murdered day before yesterday. I am saddened by the fact that in my own district day before yesterday, four people belonging to Plane International, who helped me when I was a district Nazim. They helped me in establishing one of the state of the art, ICU in our District hospital in Mansehra. They were brutally murdered.

Mr. Acting Chairman: Order in the House please.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: We must not forget

that it is the out come of insincere and inhuman policies of Mr. Bush, executed by his lieutenant here in Pakistan who is General Musharraf. And I subscirbe completely to Senator Joe Beiden.....

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم in green اعظم سواتی صاحب کہہ رہے ہیں کہ مجھے تھوڑا سنیں۔ سینیٹر کلثوم پروین ہیں' Madam in green دو تین ہیں' light green ہے' dark green ہے' normal green ہے۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: To the idea given by Senator Jeo Beiden and many other Senators and Congressmen of the United States, that the future relationship of United States with Pakistan should not hinge upon having a relationship with General Musharraf but it should be the relationship with the 160 million people of Pakistan. Now the people of Pakistan has given the verdict against General Musharraf's slaughter of judiciary, against the unconstitutional corrupt practices of General Musharraf and his regime. This carnage, this suffering, this pain can only be stopped, if he would exit and I would encourage him to do that because he has brought my country Pakistan to the verge of destruction. The basic fundamental institutions of Pakistan have been destroyed and because of his policy he has become the most hated, the most despicable person in the history of Pakistan.

Mr. Chairman, let me congratulate, all the winning political parties to have secured the people mandate, that mandate, that is given to them so they can bring harmony among provinces, they can bring peace, law and order in Pakistan, they can revive our economy, they can bring down

and reduce the price hike, they can bring freedom of media and to get rid of General Musharraf as soon as possible. Stop operation in FATA and Balochistan, Swat and other parts of the NWFP, reverse the repressive corrupt practices of General Musharraf and his regime. And farmost most to restore the judiciary while restoring the judgement, passed by seven Judges on November the 3rd, 2007, in a Constitution Petition of 73, of 2007, in which the petitioner was Mr. Wajihuddin and the respondent was Chief Election Commissioner, the federation of Pakistan and General Musharraf. In that particular petition, it was prayed by the petitioner that respondents should be stopped from imposing emergency or Martial Law, They should be stopped from subverting the proceeding of the Supreme Court. They should be restrained from changing the composition of the bench. This judgement was passed on November the 3rd of 2007. I have some extra copies for the press. However, I would like to read the text of that particular judgment of particular order for our record. "This application was filed in court on 2nd November, 2007. Praying that the respondent government may change the composition of bench by adopting extraconstitutional measures, which could mean either by placing Martial Law or bringing PCO or by imposing emergency. Applicaton could not be taken up as it was not numbered, however, now it has been marked to bench. In the meantime electronic and print media news appeared that PCO has been promulgated to enable government to administer fresh oath to the Chief Justice as well as judges of the Supreme so that favourable judges could be appointed. Be that as it may,

we feel the Government has no ground reasons to get extra constitutional steps, particularly for the reason being published in the news papers that high profile case is pending and not likely to be decided in the favour of the Government, although matter is still pending. Therefore, a Special Bench has been constituted and on considering present situation and news which has been published in the news papers, we direct as follows.

(1) Government of Pakistan that is the President and the Prime Minister of Pakistan are restraind from undertaking any such action which is contrary to the independence of judiciary.

(2) No judge of the Supreme Court, or the High Courts, Chief Justices shall take oath under PCO or any other extra constitutional step.

(3) Chief of Army Staff, Corps Commanders, Staff Officers and all concerned of the civil and military authorities are hereby restrained from acting on PCO storming which has been issued or from administring, fresh oath to Chief Justice of Pakistan and judges of Supreme Court and Chief Justice or judges of provincial high courts. They are also restrained to take any such actions, which is contrary to the independence of the judiciary. Any further appointment of Chief Justice of Pakistan and judges of the Supreme Court and the Chief Justices of the Hight Courts or Judges of the provinces under-new development shall be unlawful and without jurisdiction.

This particular judgement is very important, very pertinent for the present Government who is going to take oath in days to come because this particular judgement is still in effect. Mr. Chairman, Article-8, Cluase

(1), the spirit of this particular clause is that any legislative measure inconsistent with the law is void, therefore, it is because this particular judgement on Nov. 3rd and the void order passed by the Martial Law Administrator under PCO, is totally void. This does not need any repealing? This does not need any two/third majority from the House to repeal. That order is inconsistent with law & thus void.

I would further say that under Article-4 Clause (2) of the Constitution, no person shall be prevented performing their duties unless that is prohibited by Law. So, the judges who have been sacked, they can still come and perform their duty, because they are not prevented by law to perform their duties. However, if you still want to have a face saving for the illegal act of General Musharraf and his regime, then you may rescue them by invoking Article-89 Clause (2), and that is by a simple resolution in the National Assembly you can neutralize all those void and illegal actions of General Musharraf.

Let me conclude with this that as far as JUI is concerned with the special instructions given by my party leader Maulana Fazal-ul-Rehman, I congratulate the wining party at the same time we want to assure them that we will be with them and will stand by them and if they would repeal in totality the 17th Amendment of the Constitution. We will be with them and stand by with them, if they will enforce complete provincial autonomy, we will be with them, if they would restore the honourable Judges of the Supreme Court and the High Courts We will stand by them, if they will do and resolve all the national and provincial issues confronting today to my

dear country Pakistan, may God help us to resolve those issues and bring Pakistan to its destiny of peace and justice.

پاکستان زندہ باد۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. There are 11 speakers before Senator Rukhsana Zuberi sahiba

ان کی request تھی کہ مجھے ان سے پہلے speech کرنے دیں' it is up to you کیونکہ 11 speakers still ہیں۔جی۔

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری: Thank you sir. میں نے رانجھا صاحب سے درخواست کی تھی کہ انہوں نے بہت اچھی اچھی باتیں کی تھیں اور میں نے کہا تھا کہ آپ kindly جواب شکوہ لیتے جائیے گا۔ Over all political situation in the country پر بات ہو رہی تھی اور ہم آج جس مقام پر ہیں' جہاں ایک نئی elected government is in the offing to take reign of power. وہاں پر جو logical comparison بنتا ہے' وہ اکتوبر 99 اور آج February, 2008 میں بنتا ہے۔ رانجھا صاحب pre-emptive issues کی طرف لے گئے' انہوں نے کہا کہ آپ آٹا سستا نہیں کرسکیں گے' آپ کہہ رہے ہیں' آپ لوگوں کو پانی نہیں دے سکیں گے' وغیرہ' وغیرہ۔ جناب! آپ کو یاد ہو گا' it is a matter of record کہ اس House میں اس طرف بیٹھنے والے اراکین نے بہت ایمانداری کے ساتھ بار بار اس House میں رکھا کہ آپ colateral کے طور پر بینکوں میں اجناس رکھوا رہے ہیں۔ کوئی بازار سے گیہوں خریدتا ہے اور لے جا کر بینک میں colateral کے طور پر رکھوا دیتا ہے اور اس کو hoard کر لیتا ہے اور اس کے بعد' تین مہینے کے بعد دگنی قیمت پر بیچ دیتا ہے تو آپ hoarding legalize کر رہے ہیں' for God's sake, don't do it. جناب! آپ کو یاد ہو گا کہ کل State Bank نے کہا ہے کہ 54 ارب روپے export, refinancing of wheat کے لیے دیے' allow کیے۔ اس کا کیا مطلب ہوا کہ آپ نے اپنے لوگوں سے منہ کا نوالہ چھینا' چند لوگوں کو راتوں رات ارب پتی بنانے کے لیے' یہ export refinancing کی گئی کہ ان کی جو staple

diet ہے' وہ تک ان سے چھین لی گئی۔

جہاں تک پانی کا سوال ہے' اس House میں بے انتہا اس پر بات ہوئی ہے' بار بار سوال آئے ہیں اور ہر سوال کا جواب یہ ہوتا تھا کہ جناب! جنرل مشرف صاحب 2007 تک پورے پاکستان کو پینے کا پانی فراہم کر دیں گے۔ یہ ان کا وعدہ تھا اور اس وعدے کو پورا کرنے کے لیے اربوں روپے' اس ملک کے' عوام کے tax payer money خرچ ہوئی' کتنی لگی' اس کا اندازہ آپ کو ہے۔ ذرا کبھی موسم بدلتا ہے اور آپ دیکھیں ہزاروں لوگ ہسپتالوں میں پڑے ہوتے ہیں' جہاں پر کوئی سہولتیں موجود نہیں ہیں۔

رانجھا صاحب نے پھر فرمایا کہ پنجاب Government کے کسی بھی سکول کی دیوار صحیح نہیں ہے تو یہ اس پنجاب کی بات کر رہے ہیں جو ہم پڑھا لکھا پنجاب پورے 8 سال تک TV پر سنتے رہے ہیں اور جناب چیئرمین صاحب! اگر ان اشتہاروں کو جمع کرلیں تو 100% schools کی دیواریں ٹھیک ہوسکتی تھیں۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ رانجھا صاحب کیا کہنا چاہ رہے ہیں اور وہ 8 سال بعد ہمیں کیوں مشورے دے رہے ہیں' 8 سال کا time تھا' آپ بتاتے کہ ہم نے یہ کیا ہے تاکہ ہم یہاں desks بجا کر ان کو شاباش دیتے اور ان کو support کرتے۔

جناب! انہوں نے کہا کہ ترامیم آئین کا زیور ہیں' انہوں نے نہیں فرمایا کہ LFO, 17th Amendment کس حد تک آئین کا زیور بن سکتی ہیں اور پھر انہوں نے کہا Parliament آئین کے حدود میں قید ہے لیکن فرد واحد کی لائی ہوئی ترمیم PCO, Emergency کی آڑ میں اس کے متعلق انہوں نے کچھ نہیں فرمایا۔ انہوں نے پھر US President کا حوالہ دیا تو ان کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے کہ 8سال کے بعد وہ اب اپنی دو terms پوری کر کے جانے والے ہیں اور ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ہم پانچ سال ابھی اور ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے یہاں پر ایک لطیفہ سنایا اور اس میں بھی انہوں نام نہیں لیا' اس heavy mandate کا نام نہیں لیا جو ہم سب جانتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو مشورے آج معزز رکن یہاں دے رہے تھے' وہ قانون دان ہیں' وزیر قانون رہ چکے ہیں' ان کا اعتراف سمجھا جائے' اپنی حکومت کی ناکامی سمجھا جائے' کیا کہنا چاہ رہے تھے' مجھے تو یہی لگتا ہے۔

اب October 1999 اور آج جو major issues ہیں ان کا آپ تقابل کرلیں' یہاں پر اب بھی major issue بلوچستان کا ابھی شاید بگٹی صاحب بلوچستان کی بات۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مالک صاحب' رضا محمد رضا پورا وقت گزر گیا ہے ان لوگوں کو اس issue پر کہتے کہتے ۔ اب 1999 کا اور آج کا موازنہ کیجیے کیا اتنا ہی گھمبیر مسئلہ تھا بلوچستان کا۔ کیا اس وقت یہی مسائل تھے جن کو آج بلوچستان face کر رہا ہے۔ پشتونستان میں اگر سیاسی حالات کا آپ تقابل کریں تو کیا جنت نظیر سوات میں آج اپنی فیملی کو اپنے دوستوں کو بھیجنا چاہیں گے کہ جائیے وہاں پر آپ چھٹیاں گزار آئیں۔یہ وہ سوات تھا جہاں پر بچے کلاشنکوف سے غبارے پھوڑا کرتے تھے لیکن ایک جرم نہیں ہوتا تھا۔ آج وہاں پر خودکش اور نہ جانے کیا کیا ہو رہا ہے' ہر وقت ہر شخص کی زندگی کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے۔

حالات آج اتنے مشکل ہیں کہ قیمتیں دو دو تین تین روپے کر کے نہیں بڑھ رہی ہیں ابھی آج میڈیا پر آ رہا تھا کہ جو سبزی تیس روپے کلو تھی اب وہ پچاس روپے کلو ہے۔ چالیس روپے کلو جو تھی وہ اب سو روپے ہے۔ اس وقت مہنگائی کا یہ حال ہے اور اس stage پر یہ مہنگائی کو لے کر گئے ہیں۔ آٹا دو سو پچاس فیصد مہنگا ہو گیا ہے۔ چاول اسی حساب سے مہنگے ہو گئے ہیں۔ شکر اسی حساب سے مہنگی ہے۔ جناب! ہم جانتے ہیں کہ challenge ہے۔ بہت بڑا challenge ہے۔ اس وقت جو بھی حکومت بنے گی اس کے لیے بہت گھمبیر challenge ہے۔ لیکن اس House میں مجھے بڑا فخر ہے اس بات کو کہنے میں کہ اس House کی جو collective wisdom آپ کو یہاں نظر آ رہی ہے' I am sure کہ جو بھی حالات ہوں یہ ہمارے ساتھی' ہمارے بزرگ' ہمارے رہنماء جو یہاں پر بیٹھے ہیں' پروفیسر خورشید صاحب' پروفیسر ساجد میر صاحب' شاہد بگٹی صاحب' مالک صاحب' رضا محمد رضا صاحب' ڈاکٹر کوثر فردوس' ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی' پروفیسر ابراہیم' کامران مرتضٰی' اعظم سواتی صاحب یہ collective wisdom ہم لے کر چلیں گے۔ ہم آپ کو surprise دیں گے' فکر نہ کریں بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہمیں 1970ء میں الیکشن کے بعد گورنمنٹ ملی تب بھی اتنا ہی بڑا مسئلہ تھا۔ ابھی بھی انشاء اللہ پوری طاقت کے ساتھ' پوری collective wisdom کے ساتھ ہم آگے چلیں گے۔ خدا نے چاہا تو ہم کامیابی حاصل

کریں گے اور ہمیں پورا یقین ہے کہ اُس طرف جو ہمارے ساتھی بیٹھے ہیں ان کا بھی ہمیں پورا cooperation حاصل رہے گا۔ ہم صرف بقول ڈاکٹر کوثر فردوس کے کہ ایک طرف لگتا ہے کہ نوحہ خواں بیٹھے ہیں' ایک طرف قصیدہ خواں بیٹھے ہیں' ہم یہ نہ کریں بلکہ as Parliamentarians ہم اپنا فرض ادا کریں۔ ہمارا کام ہر برائی کو اچھائی ثابت کرنا نہیں ہے۔

Sir, in the end I would just like to make one small comment for my dear General Pervez Musharraf, Sir, this was said by Zulfiqar Ali Bhutto that military coups are the worst enemies of national unity. They act like a bridge

over which hegemony walks to stalk our lands. and Sir, بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے بہتر ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ میں ذرا sense of the House لینا چاہتا ہوں' اس وقت بھی آپ کے دس سپیکر رہتے ہیں۔ میں آخری تقریر سینیٹر رزینہ عالم صاحبہ کی کروا دیتا ہوں' کامران مرتضیٰ صاحب کہہ رہے ہیں کہ کل میں نے عدالت میں جانا ہے ----- اچھا ایک request میں آپ سے کروں کل پھر ہمیں صبح کو دس بجے آنا ہے۔ Question hour بھی ہے آپ خود سوچ لیں کہ اگر سب تقریریں کریں گے تو لمبا ہو جائے گا۔ میں نے lunch کا بندوبست سارے معزز ممبران کے لیے ادھر ہی کیا ہوا ہے' we will have a lunch کے ہمارے دوست جو Senate کی coverage alongwith electronic and print media کر رہے ہیں۔ ان کے لیے بھی آسانی ہو جائے----- کل رات بھی ہم آپ کی خدمت میں ہوں گے----- لیکن ایک چیز please دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ نثار میمن صاحب بھی ادھر ہی ہیں' آپ timings ایسے کریں کہ media کے لوگ آپ کو report کر سکیں print media میں۔ وہ بڑا مسئلہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی جو details ہیں وہ نہیں آ سکتیں کیونکہ اجلاس بہت دیر تک چلتا رہتا ہے اور وہ news میں نہیں آ سکتیں۔ یہ please future کے لیے بھی کریں۔ آپ میرے بھائی بھی ہیں اور seniors بھی ہیں' یہ ذرا فیصلہ کیا کریں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ شکریہ

بہت بہت، جی سینیٹر رزینہ عالم خان صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: شکریہ جناب! سب سے پہلے تو میں یہ پر امن، شفاف اور غیر جانبدار الیکشن ہوئے ہیں اس کے لیے سب سے پہلے میں تحسین پیش کروں گی صدر مملکت کو کیونکہ انہوں نے اپنی commitment پوری کی۔ اس کے بعد caretaker government کو اور law enforcing agencies کو جنہوں نے دن رات کام کر کے بہت مشکل وقت بہتر طریقے سے گزارا۔ جناب والا! عوام کا mandate آ چکا ہے اور الیکشن کے بعد ہمارے پارٹی کے صدر جناب چوہدری شجاعت اور چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے جس خوش دلی سے اپنی ہار تسلیم کی ہے وہ بھی ایک قابل فخر اور قابل تقلید مثال ہے میں کہوں گی کہ جمہوریت جب پنپتی ہے تو باوقار طریقے سے جیتتے ہیں اور باوقار انداز سے اپنی ہار ماننا بھی اسی کا ایک حصہ ہے اور اس کے لیے میں انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب والا! ایک چیز جو ہوئی ہے وہ یہ کہ کچھ پارٹیوں نے دروازے کھولے ہیں horse trading کے لئے اور اپنے بازو وا کئے ہیں ان لوگوں کے لیے جو اپنی پارٹی چھوڑ کر ان کی پارٹی میں آنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتی ہو ں کہ وفاداریاں بدلنا یا بدلنے کے لیے ترغیب دینا، جمہوریت کی جو شان ہے اس کے خلاف ہے اور ہمارا جو political culture بن چکا ہے جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ اس میں تبدیلی آنی چاہیے۔ ہمیں اصولوں کی سیاست کرنی چاہیے، عوام کا mandate مان کر اس کے آگے سر تسلیم خم کر کے ہم ان پارٹیوں کو موقع دیں جن کو عوام نے mandate دیا ہے کہ وہ اپنی حکومت بنائیں۔ چاہے وہ آپس میں coalition کر کے بنائیں یا جس طرح ان کا حق بنتا ہے، لیکن جوڑ توڑ کرنا اُدھر سے توڑ کر اِدھر ملانا اور اس کے لیے لوگوں کو وفاداریاں تبدیل کرنے کی ترغیب دینا، میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک نہایت قابل مذمت فعل ہے۔ میں اس کی مذمت کروں گی اور میں یہ کہوں گی اور ہم سب چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت کا فروغ ہو، جو democratic norms ہیں وہ بہتر سے بہتر ہوتے جائیں اور جیسا کہ ہماری بہن نے کہا کہ بری جمہوریت کا علاج مزید جمہوریت ہے تو مزید جمہوریت میں جو بھی خامیاں ہیں ان کو ہمیں دیکھنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ نہ ہوں۔

جناب والا! جو انسان اپنی وفاداری تبدیل کر کے دوسری پارٹی میں جاتا ہے وہ کس حد تک قابل اعتماد ہے، ہمیں یہ سوچنا چاہیے کیونکہ جو ایک سے وفاداری نہیں نباہ سکتا وہ دوسری پارٹی سے وفاداری کیسے نباہ سکتا ہے۔ جناب والا! میں یہ کہوں گی کہ ایک بہت بڑی ذمہ داری، ایک بہت بڑا challenge ہماری ان پارٹیوں کے سامنے ہے جن کے پاس عوام کا mandate ہے۔ ٹھیک ہے wisdom اُدھر بھی ہے wisdom اِدھر بھی تھی۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ اسے ہمیں کس طرح priorities دینی ہیں۔ ہمیں اپنی ترجیحات کیا بنانی ہیں، جیسا کہ میرے قائد نے کہا ہے کہ ہم ہر اچھی بات میں، ہر وہ چیز جو کہ ہمارے national interest میں ہے اس میں ہم تعاون کریں گے اپوزیشن میں بیٹھتے ہوئے تو یہی spirit ہونی چاہیے اور یہی sportsman spirit کا نتیجہ ہے۔ جناب والا! ووٹ کیوں دیا گیا، تبدیلی کیوں آئی سوچ میں، اس کو کسی دوسری طرف موڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں جہاں پر جا کر فلاحی کام کرتی ہوں وہاں پر بہت ہی غریب لوگ رہتے ہیں، وہ بہت ہی شعوری طور پر بیدار ہیں، انہوں نے ووٹ بھی دیے ہیں ان میں سے تقریباً اسی فیصد لوگوں نے ووٹ دیے ہیں۔ میں نے ایک چھوٹا سا survey کیا، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کس کو ووٹ دیا، ہمیں تو نہیں دیا لیکن جس کو دیا انہیں کیوں دیا، صرف یہ پوچھا تو ان میں سے 95% نے اپنے ایسے گھمبیر مسائل بتائے ہیں جناب والا! وہی مسئلہ ان کی روٹی کا، ان کے بچوں کی تعلیم کا، وہی مسئلہ ان کی غربت کا، بے روزگاری کا۔ جناب والا! یہ چیز تھی کہ جس میں ہمارے عوام کو تبدیلی چاہیے تھی اور انہوں نے ایک امید لگا کر دوسری پارٹیوں کو ووٹ دیا، انہیں اپنا mandate دیا کہ آپ ہمارے یہ مسائل حل کریں۔

جناب والا! یہ ایک بہت بڑا challenge ہے، ہمارے ملک میں کچھ ایسے بیرونی عناصر ہیں جو ہمارے ملک کی existence کو بھی نہیں دیکھ سکتے اور وہاں پر استحکام بھی ان کو پسند نہیں۔ تو یہ سب چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے میں صرف ایک بات کہوں گی کہ ہم ایک دوسرے کو نیچا دکھا کر، ایک دوسرے کو توڑ کر، ایک دوسرے پر الزام تراشی کر کے اور منفی رجحانات میں اپنی صلاحیتیں صرف نہ کریں بلکہ تعمیری کام کریں۔ ہم انشاء اللہ ان کے ساتھ ہوں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک کو سلامت رکھے اور جو اقتدار اعلیٰ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

اور خدا جن کو اقتدار دیتا ہے ان کو یہ توفیق دے کہ وہ اپنی ترجیحات درست رکھیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! یہ بہت ہی ناخوشگوار سی بات ہے - سب میرے دوست ہیں لیکن سب کے خلاف بات کرنی پڑ رہی ہے۔ کچھ لوگ ناراض بھی ہو گئے ہیں۔ گلے بھی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب فرما رہے تھے کہ سات ججز disputed ہو چکے ہیں۔ تو اس لیے ان لوگوں کو ' ان ججز کو ' اس judiciary کو restore کرکے اور کسی ایک آدمی کو اس کے سامنے پھینک دینا یہ انصاف کے تقاضوں کے منافی ہو گا۔

جناب والا! ڈاکٹر صاحب! آپ بہت معزز آدمی ہیں اور آپ اندر کی باتیں بھی جانتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے اور آپ شاید یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ معاملہ کہاں سے شروع ہوا تھا ' یعنی 9 مارچ سے پہلے ایک بہت بڑا کیس اس سپریم کورٹ میں چلا تھا جسے سٹیل مل کیس کہتے ہیں۔ اس سٹیل مل کیس میں بہت سے الزامات تھے اور اس وقت کے sitting Prime Minister پر الزامات تھے۔ وہ case trial ہوا اور ultimately اس کیس میں نتیجہ حکومت کے خلاف آیا۔ اس میں جو privatize کیا گیا تھا۔ اس privatization کو set aside کیا گیا۔ اس کیس کے دوران آپ نے پریس میں ایک خبر پڑھی ہوگی' آپ کے سامنے ایک بات آئی ہوگی through press' کہ جنرل صاحب کا statement تھا ۔ ایک صحافی نے ان سے اس کیس کے بارے میں پوچھا کہ کیا ہوگا تو انہوں نے کہا خیر ہوگی ' ٹھیک ہو جائے گا اور یہ میں جانتا ہوں اور میرے ساتھی وکیل بھی جانتے ہیں کہ ٹھیک ہونے کی بات انہوں نے کیوں کی تھی کہ ٹھیک ہو جائے گا اور جب معاملہ ٹھیک نہیں ہوا تو وہاں سے معاملات خراب ہونے شروع ہوئے ۔اس سٹیل ملز کو کوڑیوں کے داموں بیچا گیا تھا۔ جس کے اکاؤنٹ میں اس سے زیادہ پیسے رکھے ہوئے تھے جس کی زمین ہی پلاننگ کرکے بیچی جائے تو اس سے پچاس گنا زیادہ قیمت پر بک جائے۔ اس کیس کے فیصلے کی فضا جنرل صاحب نے اس وقت کے چیف جسٹس کو مطل کر دیا۔ شیم - شیم - شیم -

جناب! آپ نے خود کہا کہ اس وقت کی جوڈیشری پر ہمیں اعتماد ہے۔ جو فیصلہ آئے گا ہم اس کو قبول کریں گے۔ اس میں یہ ججز تھے جو اب باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک فیصلہ اچھا یا

برا آگیا۔ آپ نے کہا ہم نے اسے قبول کرلیا بیس جولائی کو۔اس فیصلے کو قبول کرلینے کے باوجود آپ نے اس کو دل سے نہیں مانا اور ultimately درمیان میں ایک اور بڑا مسئلہ آگیا جو اس سٹیل مل سے بھی بڑا مسئلہ ، جس کا اس سے قد بڑا تھا۔ وہ مسئلہ صدر صاحب کی وردی کا تھا۔ ان کے دوبارہ الیکشن کا مسئلہ تھا۔ میرے بھائی ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ چونکہ وہ لوگ disputed تھے۔ اس لیے ان کے سامنے ان کا کیس نہیں چلنا چاہیے۔ بلکہ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ کیس ان کے سامنے نہیں چلنا چاہیے تھا اور یہ کیس ان کے سامنے چلا بھی نہیں۔ اس کیس کو head وہ شخص کر رہا تھا جس کو آپ نے سپریم کورٹ سے نکالنے کے بعد reappoint کیا۔ اس پر آج بھی آپ کا اعتماد برقرار ہے۔ اس وقت کا چیف جسٹس head نہیں کر رہا تھا اور اسی وجہ سے اس کو head نہیں کر رہا تھا کہ شاید یہ نہ سمجھا جائے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی ذاتی معاملات ہیں اور اس طرح سے ان معاملات کی وجہ سے میں کوئی خلاف فیصلہ دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ جی judges disputed ہیں اس لیے اگر restore ہوگئے تو بڑے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ جنرل صاحب سے ہم سب بڑی محبت کرتے ہیں۔ وہ ہم سب کے لیے بالکل disputed نہیں ہیں ، ہم سب نے ان کو vote کیا ہے ۔ ابھی آپ نے نتیجہ دیکھ لیا۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ دو بڑی پارٹیاں جیتی ہیں ان کے ایک سو اکہتر لوگ شاید موجود تھے اور اگر ان کے ساتھ وہ special seats بھی ملا لی جائیں تو میں غلط نہیں ہوں تو 227 لوگ بن جاتے ہیں یعنی 2/3rd majority ، یعنی کم از کم پاکستان کے لوگوں اورعوام نے ایسے لوگوں کو mandate دیا ہے جس کی آج بھی جنرل صاحب کے ساتھ 2/3rd majority نہیں ہے ۔ ہمیں تو چھوڑ دیجیئے ۔ آج بھی یہ 227 کے ایوان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور جنرل صاحب کے ساتھ نہیں ہیں۔ وہ disputed نہیں ہیں، وہ پاکستان میں unity کی علامت ہیں۔ وہ اس Article 41 کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔

جناب! میرے ساتھ آرٹیکل ۴۱ کو دیکھ لیجیے کہ صدر کون ہو سکتا ہے ؟ میں صرف اس کی پہلی لائن پر جاؤں گا۔ جو وہ اس چیز کو represent کرتا ہے۔

There shall be a President of Pakistan who shall be the Head of State and shall represent the unity of the Republic.

اس نے represent کیا کرنا ہے۔ The unity of the Republic کیا ہوا جناب! ۱ اکتوبر ۹۹ء کے بعد' ۱ اکتوبر ۹۹ء کے بعد سب سے پہلے بلوچستان پر ضرب لگائی۔ آپ کو بھی اور مجھے بھی پتا ہے ۔ ہم اس بات کو جتنا بھی چھپائیں ' وہاں آپریشن آج بھی ہے۔ آج تک آپریشن ہو رہا ہے۔ وہاں ایسے لوگوں کو مار دیا گیا جو آپ کے وزیر دفاع تھے ' گورنر ' بڑے بڑے عہدوں پر اور وزیر اعلیٰ تھے۔جنہوں نے کبھی اس ملک کے خلاف بات نہیں کی تھی ۔ یہ اس Republic کی unity کو represent کر رہے ہیں جنہوں نے ایسے لوگوں کو مار دیا۔ یہ ایک صوبے کا حال ہے۔ دوسرے صوبے میں ' میری بہن رخسانہ نے ابھی بتا دیا کہ سوات میں ہم جاتے تھے ' وہاں اتنا امن تھا کہ آپ رات کو جائیں یا دن کو جائیں۔ میں خود بچوں کے ساتھ آدھی رات کو گیا ہوں۔ مجھے کبھی کوئی مسئلہ نہیں ہوا لیکن آج میں پشاور جانا چاہ رہا تھا۔ مجھے حاجی رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ رات کو نہیں جانا کیونکہ کوئی مسئلہ ہو سکتا ہے۔ یعنی پہلے صوبہ سرحد کے interior میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ آج وہاں اس کے Capital میں لوگ ڈرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں رات کو نہیں جانا صبح travel کرلیں تو یہ وہ صدر ہے جو نمائندگی کر رہا ہے unity of the republic کو یہ بالکل disputed نہیں ہے۔ وہ restore نہیں ہونے چاہییں۔ اس کو پانچ سال مکمل کرنے چاہییں۔ اس لیے کہ اس نے اپنے مطلب کی Judgement لے لی ہے۔ اس نے Judgement کس طرح سے لے لی ہے ؟ جناب ! ۳ نومبر کو کیا problem تھا ؟ کوئی قیامت اس ملک میں آ گئی تھی ؟ کوئی خدانخواستہ اس ملک میں زلزلہ آ گیا تھا ؟ کوئی warمیں ہم involve تھے ؟ کوئی بہت بڑا سیلاب آ گیا تھا ' کیا ہوا تھا ؟ یہ میرے سامنے وہ حکم پڑا ہوا ہےجو ایمرجنسی ۳ نومبر کا ہے۔ ساری باتیں دیکھ لیجیے ماسوائے ایک بات کے ' سارے مسائل آج بھی موجود ہیں۔ وہ equities جس میں اس کا ذکر کیا ہے ماسوائے ایک نکتے کے آج بھی موجود ہیں۔ ۳ نومبر سے پہلے کوئی ایک بھی خودکش دھماکے میں لیفٹیننٹ جنرل نہیں مرا تھا۔ کل پرسوں لیفٹیننٹ جنرل بھی مر گیا۔ جناب ۳ نومبرکو مسئلہ کیا تھا ؟ ۳ نومبر کو جنرل صاحب کا کیس uniform سےمتعلق تھا ' ان کی اہلیت کا کیس تھا ' یہ سپریم کورٹ میں زیرالتواء تھا اور اس بنچ کے سامنے pending تھا which was not headed by the Chief Justice, the then Chief Justice بلکہ the present Chief Justice مسئلہ صرف یہ تھا کہ ایک verdict لینا تھا اپنی favour میں جنرل صاحب نے۔ وہ verdict کس طرح سے لیتے ؟ اس سے پہلے کہ

جنرل صاحب اس حکم کو جاری کرتے ، ایک petition Supreme Court میں file کی جا چکی تھی۔ یہ petition میرے سامنے ہے اور یہ وجیہ الدین احمد صاحب نے file کی تھی۔ وجیہ الدین احمد صاحب کون تھے ؟ ایک Presidential candidate تھے۔ انہوں نے file کی تھی جس میں چیف الیکشن کمشنر ، فیڈریشن آف پاکستان اور جنرل پرویز مشرف فریق ہیں۔3-11-2007 کو یہ حکم ہو گیا۔ جس پر ایک application file ہوئی تھی

This application was filed on 2nd of November 2007 praying that respondent Government may change the composition of bench by adopting extra-constitutional measures which could mean either by placing Martial Law or bring in PCO or by imposing emergency. Application could not be taken up as it was not numbered. However, now it has been marked to bench. In the meantime, in electronic and print media, news appeared that PCO has been promulgated to enable the Government to administer fresh oath to the Chief Justice as well as Judges of the Supreme Court so that favourable Judges could be appointed, be that as it may we feel that Government has no ground reason to take extra-constitutional steps particularly for the reason being published in the newspapers that high profile cases are pending and is not likely to be decided in favour of the Government. Although matter is still pending therefore, a special bench has been constituted and on the consideration certain situation and news which have been published in newspapers we direct as follows:-

No. 1, the Government of Pakistan, i.e., President and Prime Minister of Pakistan are staying from undertaking any such action which is contrary to independence of judiciary.

Second sir, no Judge of the Supreme Court or the Hight Court, Chief Justice shall take oath under PCO or any other extra-constitutional step.

Third, Chief of Army Staff, Corps Commanders, staff officers or instead of civil and military authorities are hereby restrained from acting on PCO which has been issued for administration. Fresh oath to Chief Justice of Pakistan, Judges of the Provincial High Court, they are restrained to undertake any such action which is contrary to independence of judiciary and any further appointment of the Chief Justice of Pakistan and Judges of Supreme Court and Chief Justice of High Court or the Judges of the provinces under new development shall be unlawful and without jurisdiction put off the court, full court on 5th of November 2007.

جناب! میں اس petition کو part of the record بنانا چاہوں گا which has been filed by Mr. Wajehuddin Ahmed. This application has been filed by Mr. Wajehuddin Ahmed on the orders made on its diary, 7 Judges of the Supreme Court.

جناب! آج بلکہ کل بھی کہا گیا کہ یہ Judges کس طرح سے restore ہوں گے۔ میرے بھائی رضا ربانی کی طرف سے بھی یہ معاملہ آیا کہ یہ معاملہ پارلیمنٹ میں رکھیں گے اور پھر دیکھیں گے کہ پارلیمنٹ کیا کر سکتی ہے۔

جناب! میرے پاس 24 اور 25 فروری کا The News ہے restoring the judiciary اس میں سات questions frame کیے گئے ہیں۔ لکھنے والے نے اپنا نام withheld کیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں یہ اپنے نام پر کر لوں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں اور میں اس کی ایک ایک کاپی party leaders کو دینا چاہتا ہوں۔ رضا ربانی بیٹھے

ہوئے ہیں اور اسحاق ڈار صاحب نہیں ہیں۔ اس شخص نے ساتھ questions frame کیے ہیں اور پھر ان کا answer بھی کیا ہے۔

جناب! ایک آپ کے لیے کافی ہے' ایک رضا ربانی صاحب کے لیے اور باقی جتنے بھی leaders ہیں ان کو بھی ایک ایک کافی دے دیتا ہوں۔ جناب! اس کا پہلا question یہ ہے،

What is the constitutional and legal status of the legislative measures and steps taken by the then Chief of Army Staff and the incumbent President of Pakistan on 3rd November 2007. It is the first question which was framed.

اور پھر اس نے دو دن میں اس کا answer باقی چھ سوالوں کے ساتھ دیا۔ دوسرا question یہ ہے اور میں سوال پڑھ دیتا ہوں اور جواب نہیں پڑھوں گا تاکہ یہ سوالات میری speech کا حصہ بن جائیں۔

So, the second question is:-

What is the validity of announcement made by the 4th November 2007 Supreme Court on relevant issues?

Third question is:-

What is the status of the serving Judges of the Supreme Court and the serving Chief Justices and Judges of the High Court who had taken oath under the PCO of 2007?

Fourth question is:-

What is the status of the Chief Justice and Judges appointed during the subsistence of the proclamation of the Emergency and the Provisional Constitutional Order 2007?

Fifth question is:-

What is the status of the Judges of the Supreme Court and the Chief Justice and the Judges of the High Courts who had been appointed after lifting of the proclamation of emergency and .....

جناب قائم مقام چیئرمین، ایک منٹ ' کامل آغا صاحب کو تھوڑا سا وقت دیں کیوں کہ وہ request کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! کامران مرتضٰی ہمارے بڑے پڑھے لکھے ساتھی ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تقریر کے دوران تحریریں یا کوئی چیز پڑھ سکتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جی میں پڑھ سکتا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا، اگر یہ پڑھ سکتے ہیں تو میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بتائیں کہ پاکستان کی history میں کتنے judges تھے جنہوں نے PCO کے تحت حلف نہیں لیا۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، میں آپ کو بتاتا ہوں' آپ بیٹھ جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ divert نہ ہوں' آپ اپنے سوالات پر آجائیں۔

Senator Kamran Murtaza: Sir, the fifth question is:-

What is the status of Judges of Supreme Court and the Chief Justices and the Judges of the High Court who had been appointed after the lifting of proclamation of emergency and the PCO of 2007.

And the six questions is:-

What is the status of the Chief Justice and Judges of the Supreme Court and the High Courts who did not take oath under the PCO?

And the seventh question is:-

How can the affected Chief Justices and the Judges of the Supreme Court and the High Courts recommence the performance of their

duties and functions?

سات کے سات سوالات اس نے بغیر کسی سیاسی سوچ کے legally answer کیے ہیں۔ یہ بہت لمبا ہے اگر میں اس کو شروع کروں گا تو پھر ان کو اعتراض ہو گا کہ بہت زیادہ ٹائم لے لیا گیا ہے۔

جناب! ایک بات بڑے تواتر سے آئی کہ انہوں نے elections بڑے fair کرائے ہیں اور اس کا ان کو بڑا credit جاتا ہے۔ میں اور آپ جس صوبے کے رہنے والے ہیں ہم جانتے ہیں کہ اس صوبے میں اکتوبر کے مہینے میں مسلم لیگ (ق) کے MPAs جب صرف تین دن قبل Assembly dissolve ہونے ہی جا رہے تھی، ہم نے تو غلطی کی تھی [XXXXX] مارا تھا، جا کر استعفیٰ دے دیا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ [XXXX] کا لفظ حذف کرتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: صرف تین دن پہلے ان کو پانچ پانچ کروڑ روپے کے development funds دیے گئے تھے۔ وہ documents آپ کے record پر موجود ہیں۔ ایک طرف کے لوگوں کے ہاتھ باندھ دیے جائیں اور دوسروں کو additional support دے دی جائے اور کہا جائے کہ اب آپ کے درمیان لڑائی ہے، اس لڑائی کو آپ لڑیں۔

جناب! 60 دن کے لیے Caretaker Government آتی ہے، اس 60 دن کے آنے والے ایک ایک وزیر کو ایک ایک کروڑ روپے کے funds اس direction کے ساتھ ملے ہیں کہ 90 لاکھ روپے ظلاں ظلاں کے اوپر خرچ ہونے ہیں اور باقی 10 لاکھ اپنی مرضی سے لگائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے یہ کیا نکالے ہیں؟

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! یہ سانپ ہے، یہ fair election ہے (ایک بیلٹ پیپر دکھاتے ہوئے)۔ جناب! اس fair election کو بھی میں record پر رکھنا چاہوں گا۔ جناب! آپ کو معلوم ہے کہ یہ ballot papers کون سے ہیں۔ یہ Election Commission نے print نہیں کروائے۔ یہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ میں Election Commission کے وہ

[XXXX Words expunged by the orders of Mr. Acting Chairman]

papers بھی دے دیتا ہوں اس کو بھی دیکھ لیجیے اور یہ paper بھی اپنے record میں رکھ لیجئے ' میرے پاس بہت سارے ہیں اور باقی گھر پر ہیں تاکہ اگر مجھے tribunal کے سامنے جانا پڑے تو میں ثبوت دے سکوں۔ یہ تین چار اور ہیں یہ بھی میں record پر رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ وہ سانپ اور ballot paper ہے اور Election Commission سے پوچھ لیجیے کہ کیا یہ آپ کا paper ہے' بالکل اسی طرح سے ہے' نقل کی ہے' ان سے پوچھ لیں اور دونوں papers کو سامنے رکھ لیں۔ آپ لوگ میرے خلاف case درج کیجیے مجھے prosecute کیجیے' پتا چلے گا کہ کس نے کیا ہے۔ جی یہ میں بتا رہا ہوں' یہ صرف ایک حلقے کے ہیں' سر----

جناب قائم مقام چیئرمین، جی ہنگو' این اے 16-----

سینیٹر کامران مرتضیٰ، این اے 16 ہنگو۔ یہ کم از کم تین ساڑھے تین ہزار ووٹ اس طرح کا استعمال ہوا ہے۔ آپ اس کو الیکشن کمیشن کو بھجوادیجیے' آپ اس کو expert کو بھجوادیجیے۔ ابھی آپ اس کو expert کو بھجوادیجیے------

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، آپس میں تو نہ الجھیں۔ آپ اسلامی جماعت کے لوگ ہیں۔ اسلام امن کی نشانی ہے----

سینیٹر کامران مرتضیٰ، سر! یہ دیکھیے' یہ پیچھے پریذائیڈنگ افسر نے stamp بھی کردی ہے' sign بھی کردیا ہے۔ یہ الیکشن کمیشن کو بھجوادیجیے' expert کو بھجوادیجیے کہ یہی وہی ballot paper ہے وہی material ہے جو الیکشن کمیشن نے supply کیا ہے۔ یہ وہ ballot paper ہے جس کے ذریعے یہ کہتے ہیں کہ 40% casting vote تھا۔ یہ ہے آپ کے پاس 40% vote ' اس طرح سے آپ نے 40% بنایا ہے۔ یہ سارا ہے اور بھی ہزاروں کی تعداد میں پڑا ہے اور پکڑا ہوا ہے۔ لورالائی کے حلقے میں' مولوی امیرزمان کے حلقے میں' وہ 394 ووٹ کے فرق سے وہ ہارا ہے۔ تین چار counterfoil اس نے اسی طرح پکڑ کے رکھی ہوئی ہیں' تین سو چار سو بنتی ہیں۔ ساتھ میں stamps بھی پکڑی ہوئی ہیں۔ قادر لونی کی حلقے میں پریذائیڈنگ افسروں اور اسسٹنٹ پریذائیڈنگ افسروں نے لکھ کے دیا ہے کہ فلاں فلاں نے اس طرح take over کرلیا'

اس کے باوجود کچھ نہیں ہورہا۔ کہتے ہیں کہ الیکشن کمیشن نے بڑا کمال کردیا۔ الیکشن کمیشن ان کا بڑا پردہ دار ہے۔ سینکڑوں کے حساب سے cases file ہوئے' ماسوائے چند cases کے ایک case کے اوپر کوئی order نہیں ہوا اور وہ چار ممبر اور ان کا چیف الیکشن کمشنر------

(مداخلت)

Sir, jurisdiction بھی یہ ہے' رانجھا صاحب کو بھی پتا ہے' jurisdiction دی ہے ' اس کو سماعت کرنی ہے ان کیسوں کی جو اس کے پاس ہیں' یہ statutory jurisdiction تھی جو ان کو vest کر رہی ہے۔ وہ پردے میں بیٹھ کے' اپنے کمرے میں بیٹھ کے' کسی وکیل کو بات کرنے کی اجازت نہیں ہے' الیکشن کمیشن سے ملنے کی اجازت نہیں ہے' مجھے پتا ہے اس میں contempt کی provision بھی ہے۔ کسی ایک کیس میں اس کمیشن نے hearing نہیں کی' نہ کسی پارٹی کو سنا نہ کسی وکیل کو۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں' ظفر علی شاہ وہاں بیٹھے تھے' کندی صاحب سابقہ چیف جسٹس وہاں بیٹھے تھے اور بہت سے بڑے بڑے نام وہاں موجود تھے۔ کسی ایک آدمی کو نہیں سنا' حالت یہ ہے کہ اس طرح کے ballot paper use ہوئے ہیں۔ ہمارا claim صرف یہ تھا کہ اسے دیکھ لو' اسے دیکھ لو کہ آیا یہ وہی ballot paper ہیں یہ جو گنتی ہے ہم کو جس طرح سے مارا ہے' یہ جو چالیس per cent آپ نے cast بتایا ہے' یہ چالیس per cent کس کی بن گئی۔ اگر یہ مجھ سے برآمد ہوئے ہیں تو میں بے ایمان ہوں' ان جعلی papers پہ دیکھو کہ stamp کس کی ہے------

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی میں نے بتائی ہے مگر ان بکسوں سے نکالو' ان بکسوں سے نکالو جن سے آپ نے counting کی ہے' جن سے آپ کے پریذائیڈنگ افسروں اور اسسٹنٹ پریذائیڈنگ افسروں نے count کیا------

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: وہ کہتے ہیں کہ جس کیس میں شہادت required ہو اس میں Chief Election Commissioner نہیں دیکھ سکتا۔ یہ تمام شہادت کی باتیں کر رہے ہیں----

سینیٹر کامران مرتضیٰ، مجھے ان کے جتنا قانون نہیں آتا مگر اتنا قانون آتا ہے کہ وہ summary inquiry کرسکتے ہیں۔ Summary inquiry کیا کرنی ہے کہ آپ نے بکس کھول کے دیکھنا ہے کہ یہ میرا paper ہے یا کسی اور کا paper ہے' یہ ballot paper Election Commission کا material ہے یا Election Commission کا material نہیں ہے۔ اس نے صرف Summary inquiry کرنی ہے' صرف اس کا تالا کھولنا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، جی جی---میں تو سن رہا ہوں کیونکہ جو چیزیں الیکشن کمیشن میں ہونی چاہییں' ادھر پہنچ گئی ہیں------

سینیٹر کامران مرتضیٰ، سر! الیکشن کمیشن میں ان سے پوچھیے' سینکڑوں کے حساب سے cases پڑے ہوئے ہیں' وہ پردے میں بیٹھے ہوئے ہیں----

جناب قائم مقام چیئرمین، میں تو اپنے دوستوں کو جگانے کے لیے ایک remark دے سکتا ہوں۔ پرانے زمانے میں جب آپ جوان تھے تو گانا تھا

پردے میں رہنے دو پردہ نہ اٹھاؤ

پردہ جو اٹھ گیا تو بھید کھل جائے گا

اور ابھی جو تھوڑا modern ہے' [xxxx] اب یہی remark میں ادھر دے سکتا ہوں۔ اسے expunge کردیتے ہیں۔

(قہقہے)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، دھاندلی صرف اس طرح سے نہیں تھی۔ اپنے دل سے پوچھیے' یہ لوگ بھی اپنے اپنے دلوں سے پوچھیں' سب جانتے ہیں۔ صوبے میں at least ہم جانتے ہیں' باقی پاکستان کو اگر نہیں جانتے' ہم اپنے حصے کو جانتے ہیں------

---

[XXXX Words expunged by the orders of Mr. Acting Chairman]

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، سب بالکل ---- کرگئے تھے ناں۔ اس وقت energy level بہت low ہوتا ہے----

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، میرا energy level high ہو رہا ہے' ابھی تو میں گرم ہو رہا ہوں-----سر یہ دھاندلی کے اور بھی طریقے تھے۔ یہ پتا نہیں caretaker کا concept کہاں سے آگیا' اس سے بہتر یہی تھا کہ وہ پرانی government ہی کروالیتی' وہ زیادہ اچھی رہتی۔ Caretaker بھی وہی تھے اور اس سے پہلے والے بھی وہی تھے' اب ہوا یہ کہ ایک مخصوص طبقہ candidate تھا۔ ان کو کیسے accommodate کرتے تھے کہ آپ ڈاکٹر مالک کے پاس چلے جاؤ ڈاکٹر مالک کوئی عہدہ hold کر رہا ہے' اس کو کہا کہ جی اس کو بیس لاکھ روپے دے دو' اس کو تیس لاکھ روپے دے دو' بیس لاکھ' تیس لاکھ' پچاس لاکھ جو جس کی حیثیت تھی' وہ بھی ملتی رہی۔ کیسے ملتی رہی یہ آپ بھی جانتے ہیں ہم بھی۔ بہر حال یہ تھا free, fair, transparent اور peaceful election جس میں کچھ نہیں ہوا۔

جناب! اب مسئلہ یہ تھا کہ ہم تو اس لیے بھی شاید بول رہے ہیں کہ ہمارا size reduce ہوگیا' 18 سے 7 پہ آگئے۔ ہمارا گناہ کیا تھا؟ گناہ بھی میں جانتا ہوں۔ ایک دفعہ جنرل صاحب آئے تھے' بڑا compel کیا گیا کہ آپ کے ministers نے اس میں شرکت کرنی ہے۔ یہ ہمارے والوں نے اس میں شرکت نہیں کی تھی' ایک گناہ یہ تھا۔ دوسرا گناہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنے آپ کو کہا تھا کہ after all ہم ایک political party ہیں' ہمیں political decision لینا ہے' یہ ہمارے گناہ تھے۔ اس گناہ کی بنیاد پر ہمارا size reduce کرکے 18 سے 7 پر لایا گیا۔ بہرحال' اس کے باوجود جو جیت گئے ہم accept کرتے ہیں' subject to the decision of the court constituted for the purpose.

جناب قائم مقام چیئرمین، I think wind up کریں-----

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اس کو ہم accept کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ان کے لیے'

ربانی صاحب کے لیے، کچھ مشورے ہیں۔ کل یہ اُدھر ہوں گے، ہم یقیناً اِدھر ہی ہوں گے، انشاء اللہ۔ ہم ادھر ہی رہیں گے۔ سر! ایک بات جو ربانی صاحب نے کل آتے ہی Legislative List کے بارے میں کی کہ Concurrent List ہم ختم کر دیں گے۔ آج بلور صاحب نے بھی وہی بات کی۔ جناب! یہ جو Concurrent List ہے یہ non issue ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہے، یہ مذاق والی بات ہے۔ Concurrent list کا مطلب صرف یہ ہے، Article 97 of the Constitution دیکھ لیجیے، legislation آپ وفاق والے بھی کر سکتے ہیں اور صوبہ بھی کرسکتا ہے اور اگر کہیں پہ دونوں کی کوئی legislation ہوگی تو override کون سی legislation کرے گی؟ وہ وفاق کی کرے گی۔ Executive authority still vest کرتی ہے صوبے کے پاس۔ Problem یہ ہے کہ ہم نے وہ executive authority کبھی صوبے کو دی ہی نہیں ہے۔ اس Constitution میں اس Concurrent List کے حوالے سے کوئی problem نہیں تھا مگر اب Concurrent List کا معاملہ بھی گزر چکا۔ اب تو ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنا revenue خود اکٹھا کرنے دو۔ آپ ہم سے revenue اکٹھا مت کرو۔ آپ مجھے اپنا revenue اکٹھا کرنے دو، ڈاکٹر مالک کو اپنا revenue اکٹھا کرنے دو، شاہد بگٹی کو اپنا revenue اکٹھا کرنے دو۔ ہم سب اپنا اپنا revenue اکٹھا کریں گے اور اس کے بعد آپ ایک share fix کر لیجیے کہ آپ نے کتنے per cent سب سے لینا ہے۔ آپ اپنا share لیجیے، ہم آپ سے نہیں مانگتے۔ ہم صرف یہ اختیار مانگتے ہیں کہ ہمیں یہ کام خود کرنے دو۔ اس کے بعد آپ ہمارے ساتھ share مقرر کرو۔ یہ نہیں کہ آپ پہلے ہم سے لے لو اور اس کے بعد ہم خیرات کے لیے آپ کے پاس جائیں اور اس کے اوپر ہم ساری عمر سود دیتے رہیں۔

یہ دو تین باتیں بڑے تواتر کے ساتھ آرہی ہیں، میں زیادہ time نہیں لیتا۔ مفید اور مفت مشورے ہیں۔ بڑے تواتر کے ساتھ یہ بات ہورہی ہے کہ مواخذہ نہیں ہوگا۔ سر! ان کو ہماری 2002 والی غلطی یاد رکھنی چاہیے۔ ہمیں 2002 میں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ آپ سسٹم کے ساتھ چلیں۔ گوکہ ہم نے ایک سال تک resist کیا اور desk thumping کرتے رہے مگر ultimately جب ہم اس سسٹم کا حصہ بن گئے تو ہمارا یہ حشر ہوا بلکہ یہ حشر کر دیا گیا کہ آج یہ zero پر ہیں اور ہم کہیں بھی نہیں ہیں۔ اگر انہوں نے بھی آج compromise کیا اور کل اگر

ان کا حشر نہ ہوا تو جو مرضی چاہے، ہمیں کہیئے ۔ اس ہاؤس میں یہ بات ریکارڈ پر رہنی چاہئیے کہ اگر آج انہوں نے اس 2/3rd majority کے ساتھ compromise کیا تو پھر اس کے بعد ان کا حشر وہی گا جو دوسروں کا اس سسٹم کے ساتھ ہو چکا ہے۔یہ ختم ہو جائیں گے اور سسٹم ان کو کھا جائے گا۔

اگر انہیں مواخذہ کرنا ہے، اگر انہیں impeachment لانی ہے تو یہ آج ہو سکتی ہے کیونکہ آج ان پر کوئی allegation نہیں ہے۔آج ان پر کوئی charge نہیں ہے۔ یہ ایک مہینہ گزار کر دیکھیں، اس کے بعد ان پر دس ہزار charges ہوں گے۔ اس کے ساتھ دس ہزار نہیں بلکہ ایک لاکھ اس طرح کے documents لگے ہوں گے کہ بھائی صاحب! آپ نے یہ غلط کیا، یہ غلط کیا اور ان کو validation وہاں سے مل جائے گی، اب تو validation لینی پڑتی ہے Article 58(2)(b) میں۔ وہ وہاں سے کہہ دیں گے کہ ٹھیک ہے تو پھر یہ بھی اسی طرح سے سارا سسٹم pack ہو جائے گا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ بولیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اگر ملک کو واقعی کسی سسٹم کے مطابق چلانا ہے تو پھر ہمیں Article 6 کو invoke کرنا پڑے گا اور اسے retrospectively invoke کرنا پڑے گا irrespective of Article 12. اگر ہم نے آج اسے invoke نہیں کیا تو پھر وہ invoke کریں گے بہت ساری چیزوں کو۔ Article 6 کو آج invoke کریں، اسے retrospective کریں اور اس میں Article 12 کو نظر انداز کریں۔ وہ کہتا ہے کہ retrospective نہیں ہو سکتا۔ اس کو retrospective کیجیئے۔ اس وقت سے کیجیئے جب سے آپ validation دیتے آئے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضٰی، رضا صاحب! اس سے آئین کا حلیہ نہیں بگڑتا ہے۔ کل آپ

نے کہا تھا کہ 2/3rd majority والی اسمبلی لانی پڑے گی اگر آئین میں بنیادی تبدیلیاں کرنی ہیں۔ جناب والا! اس میں کوئی بنیادی تبدیلیاں نہیں ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آئین میں کون سی غلط باتیں ہیں۔ آپ Article 30 کا sub Article(2) دیکھیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ ذرا جلدی کریں۔ آپ تو کل کے کیس کی تیاری ہمارے اوپر ہی کر رہے ہیں۔

(قہقہے)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب والا! آپ یہ Article 30 دیکھیئے اور اس کا sub Article(2) دیکھیئے۔ یہ Chapter ہے Principle of policies. اس میں بتا دیا ہے کہ ایسے ایسے ہوگا مگر Article 30 کے sub Article (2) میں کہہ دیا گیا کہ ایسا نہ ہوا تو کچھ نہیں ہوگا۔ اس طرح کے Articles کو آپ ختم کر سکتے ہیں۔

دوسرا Article جو آپ ختم کر سکتے ہیں ' یہ Article 254 ہے' اسے آپ ختم کر سکتے ہیں' اس سے آئین کا کوئی حلیہ تبدیل نہیں ہوتا۔ تیسرا آپ Article 269 ختم کر سکتے ہیں' اس سے آئین کا کوئی حلیہ تبدیل نہیں ہوتا۔ آپ یہ indemnities نہ دیجیئے۔ دیکھیئے! آپ کو courts یہ indemnities دیتی رہی ہیں' جو martial laws کے ادوار کو validate کرتی رہی ہیں' ان سب کی چھٹیاں ہوتی رہی ہیں۔پھر PCO انہیں کے خلاف آتا رہا ہے۔ اگر آپ نے آج اس کو validate کر دیا جو کچھ 3 نومبر کو ہوا تھا تو پھر آپ کے اپنے پاس کوئی chance نہیں رہے گا۔ Article 30, sub Article (2), Article 254,269,270, 270(a) اور اس کے بعد پتا نہیں کہ کتنے اور ہو گئے ہیں' میرا خیال ہے کہ دس' پندرہ تک تو ہو گئے ہوں گے۔ 56(a) تک ہو گئے ہیں اور آخری ایک تو انہوں نے خود ہی لگا لیا ہے اور کہا ہے کہ اس validation کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ چھوڑو پارلیمنٹ کو' میں خود validation کر سکتا ہوں تو جناب والا! جب تک آپ ان باتوں کو نہیں دیکھیں گے--- اگر کوئی طریقہ کار اس کتاب میں لکھ دیا گیا ہے اور اس طریقے کے مطابق بات ہو گی تو ٹھیک ہوگی اور اگر آپ اس طریقے کو نہیں اپنائیں گے تو پھر اس کے ساتھ ایسے articles ہیں جن میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جب تک نہیں اپنائیں گے تو اس کی

معافی تلافی ہے۔ جناب والا! پہلے معافیاں تلافیاں اس کتاب سے ختم کیجیئے اور اس کتاب کو true sense میں implement کروائیے تو پھر آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ میں اپنے ساتھیوں کو، اپنے بھائیوں کو جو جیتے ہیں، باوجود اس کے کہ دھاندلی ہوئی ہے، بہت سے ہمارے مسائل ہیں، مبارک باد دیتا ہوں۔ بغیر کوئی لوٹا بنے، ان کو تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ کے واسطے لوٹوں سے ہوشیار رہیں۔ جناب والا! لوٹا ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کہ دودھ کی بالٹی میں پیشاب کا ایک قطرہ۔ اگر پیشاب کا ایک قطرہ دودھ کی بالٹی میں گر جائے تو پورے کا پورا دودھ تعفن کا شکار ہو جاتا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ کل کورٹ میں بحث کریں گے۔

Now, we will adjourn the House to meet again at 10.00 a.m tomorrow.

اس کے ساتھ میں ایک گزارش کروں کہ میں نے Leader of the House and Leader of the Opposition سے کہا ہے کہ کل ہمیں Question Hour forego کرنا پڑے گا کیونکہ کل بہت بڑا ایجنڈا ہے۔ اس لیے کل Question Hour نہیں ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ آپ کا energy level low ہو رہا ہے، اس لیے انشاء اللہ lunch بھی کریں گے۔ شکریہ۔

[The House was then ad journed to meet again on 28th February, 2008 at 10.00 a.m.]